﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿.....اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿.....عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 16 | جمعۃ المبارک 17/ اپریل 2009ء — 22/ ربیع الثانی 1430 ہجری قمری ❁ 17/ شہادت 1388 ہجری شمسی | شمارہ 16

سفر پر جانے کے وقت کی دعا

حضرت انسؓ نے بوقت وداع رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا زادِ راہ عطا کرے۔ اللہ تیرے گناہ تجھے بخشے اور جہاں بھی تو ہو تیرے لئے خیر آسان کردے۔

(جامع ترمذی۔ کتاب الدعوات۔ باب ما یقول اذا ودع انسانا۔ حدیث نمبر 3366)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اس قدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے۔

یادرکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط کرو۔

مردہ کی تجہیز و تکفین میں مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات و خیرات کی طرح ہی ہے۔

جیسے خدا تعالیٰ نے صوم و صلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسی طرح اس کو بھی فرض ٹھہرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔

”یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ پر توکل بھی کوئی چیز ہے۔ یہ مت سمجھو کہ تم نری پرہیزوں سے بچ سکتے ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو اور انسان اپنے آپ کو کارآمد انسان نہ بنالے اس وقت تک اللہ تعالیٰ اس کی کچھ پروا نہیں کرتا خواہ وہ ہزار بھاگتا پھرے۔ کیا وہ لوگ جو طاعون میں مبتلا ہوتے ہیں وہ پرہیز نہیں کرتے؟ میں نے سنا ہے کہ لاہور میں نواب صاحب کے قریب ہی ایک انگریز رہتا تھا وہ مبتلا ہوگیا۔ حالانکہ یہ لوگ تو بڑے پرہیز کرنے والے ہوتے ہیں۔ نرا پرہیز کچھ چیز نہیں جب تک خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق نہ ہو۔ پس آئندہ کے لئے یاد رکھو کہ حقوق اخوت کو ہرگز نہ چھوڑو؛ ورنہ حقوق اللہ بھی نہ رہیں گے۔ خدا تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ طاعون کا سلسلہ جو مرکز پنجاب ہوگیا ہے۔ کب تک جاری رہے لیکن مجھے یہی بتایا گیا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَایُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ (الرعد: 12) اللہ تعالیٰ کسی حالت میں قوم میں تبدیلی نہ کرے گا جب تک لوگ دلوں کی تبدیلی نہ کریں گے۔ ان باتوں کو سن کر یوں تو ہر شخص جواب دینے کو تیار ہوجاتا ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں۔ استغفار بھی کرتے ہیں۔ پھر کیوں مصائب اور ابتلا آجاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا منشاء کچھ اور ہوتا ہے۔ سمجھا کچھ اور جاتا ہے اور پھر اپنی عقل اور عمل کے پیمانہ سے اسے ماپا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک نہیں۔ ہر چیز جب اپنے مقررہ وزن سے کم استعمال کی جاوے تو وہ فائدہ نہیں ہوتا جو اس میں رکھا گیا ہے۔ مثلاً ایک دوائی جو تولہ کھانی چاہئے اگر تولہ کی بجائے ایک بوند استعمال کی جاوے تو اس سے کیا فائدہ ہوگا اور اگر روٹی کی بجائے کوئی ایک دانہ کھالے تو کیا وہ سیری کا باعث ہوسکے گا؟ اور پانی کے پیالے کی بجائے ایک قطرہ سیراب کرسکے گا؟ ہرگز نہیں۔ یہی حال اعمال کا ہے۔ جب تک وہ اپنے پیمانہ پر نہ ہوں وہ اوپر نہیں جاتے ہیں۔ یہ سنت اللہ ہے جس کو ہم بدل نہیں سکتے۔ پس یہ بالکل خطا ہے کہ اسی ایک امر کو پلّے باندھ لو کہ طاعون والے سے پرہیز کریں تو طاعون نہ ہوگا۔ پرہیز کرو جہاں تک مناسب ہے لیکن اس پرہیز سے باہمی اخوت اور ہمدردی نہ اٹھ جاوے اور اس کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو۔ یاد رکھو کہ مردہ کی تجہیز و تکفین میں مدد دینا اور اپنے بھائی کی ہمدردی کرنا صدقات خیرات کی طرح ہی ہے۔ یہ بھی ایک قسم کی خیرات ہے اور یہ حق حق العباد کا ہے جو فرض ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ نے صوم و صلوٰۃ اپنے لئے فرض کیا ہے اسی طرح اس کو بھی فرض ٹھہرایا ہے کہ حقوق العباد کی حفاظت ہو۔ پس ہمارا کبھی یہ مطلب نہیں ہے کہ احتیاط کرتے کرتے اخوت ہی کو چھوڑ دیا جاوے۔ ایک شخص مسلمان ہو اور پھر سلسلہ میں داخل ہو اور اس کو یوں چھوڑ دیا جاوے جیسا کتے کو، یہ بڑی غلطی ہے۔ جس زندگی میں اخوت اور ہمدردی ہی نہ ہو وہ کیا زندگی ہے۔.......... جو شخص ہمدردی کو چھوڑتا ہے وہ دین کو چھوڑتا ہے۔ قرآن شریف فرماتا ہے مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْفَسَادٍ...... الآیۃ (المائدۃ:33) یعنی جو شخص کسی نفس کو بلاوجہ قتل کردیتا ہے وہ گویا ساری دنیا کو قتل کرتا ہے۔ ایسا ہی مَیں کہتا ہوں کہ اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ ہمدردی نہیں کی تو اس نے ساری دنیا کے ساتھ ہمدردی نہیں کی۔ زندگی سے اس قدر پیار نہ کرو کہ ایمان ہی جاتا رہے۔.......... یاد رکھو کہ سارے فضل ایمان کے ساتھ ہیں۔ ایمان کو مضبوط کرو...... یہ جماعت جس کو خدا تعالیٰ نمونہ بنانا چاہتا ہے اگر اس کا بھی یہی حال ہوا کہ ان میں اخوت اور ہمدردی نہ ہو تو بڑی خرابی ہوگی“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 270-271 جدید ایڈیشن)

2008ء میں پاکستان کے نامور اردو اخبارات میں جماعت احمدیہ کی مخالفت میں شائع ہونے والی خبروں کے حوالے سے ایک رپورٹ

(مرتبہ: پریس سیکشن نظارت امور عامہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

(تیسری و آخری قسط)

(4) تعلیمی اداروں میں احمدی طالبعلموں کے ساتھ کیا جانے والا ناروا سلوک پنجاب میڈیکل کالج کے 23 طلباء مذہبی منافرت کا شکار

پاکستان میں ہر شعبہ زندگی میں احمدیوں کے ساتھ تعصب کا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ اس کے لئے اخبارات نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ اخبارات مولویوں کے بیانات جلی سرخیوں سے شائع کر کے یہ تأثر دیتے ہیں کہ اگر احمدیوں کے ساتھ یہ بدسلوکی نہ کی گئی تو گویا امن وامان کا مسئلہ پیدا ہو جائے گا۔ ایسا تعصب پھیلانے والوں کا ریکارڈ لوگوں کے سامنے ۔ اکثر ایسے شر پسند لوگوں وتنظیموں پر انتظامیہ کی طرف سے پابندیاں لگائی جاتی رہی ہیں مگر ان پابندیوں کے باوجود یہ لوگ پاکستان کے امن کو خراب کر رہے ہیں۔ ایسا ہی ایک واقعہ 5/جون 2008ء کو پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں پیش آیا جس میں 23 احمدی طلباء وطالبات کو پرنسپل نے محض احمدی ہونے کی وجہ سے کالج سے فارغ کر دیا۔ بغیر تحقیق، بغیر کسی ثبوت محض چند مولویوں اور دہشت گرد تنظیموں کے دباؤ میں آتے ہوئے بے قصور طلباء کو کالج سے نکال دیا گیا۔ اس معاملہ کو مزید بگاڑنے میں اردو پریس نے بے تحاشا خبریں جلی سرخیوں میں شائع کیں۔ چند خبریں ملاحظہ ہوں۔

✿...... روزنامہ جنگ 6/جون 2008ء:

فیصل آباد: قادیانیت کا پرچار کرنے پر پنجاب میڈیکل کالج کے 23 طلباء فارغ۔

✿...... روزنامہ ایکسپریس 3/جولائی 2008ء:

قادیانی طلباء کے خلاف مقدمہ درج نہ ہونے پر فیصل آباد میں آج ہڑتال ہوگی۔

✿...... روزنامہ ایکسپریس 5/جولائی 2008ء: قادیانی طلباء اوران کے سرپرست اساتذہ کو پی ایم سی سے نکالا جائے۔

چند شر پسند عناصر نے حکومت کو دباؤ میں لاتے ہوئے فیصل آباد میں ہڑتالیں کروائیں اور انتظامیہ کو مجبور کیا کہ وہ ان طلباء کے خلاف کارروائی کریں اور مقدمہ درج کریں۔

✿...... روزنامہ نوائے وقت 30/جون 2008ء: پی ایم سی کے قادیانی طلبہ کے خلاف مقدمات قائم کئے جائیں۔

✿...... روزنامہ ایکسپریس 3/جولائی 2008ء:

قادیانی طلباء کے خلاف مقدمہ درج نہ ہونے پر فیصل آباد میں آج ہڑتال ہوگی۔

✿...... روزنامہ نوائے وقت 14/جولائی 2008ء:

فساد پھیلانے والے قادیانیوں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو ذمہ دار انتظامیہ ہوگی۔

✿...... روزنامہ نوائے وقت 4/جولائی 2008ء:

پی ایم کالج میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے خلاف فیصل آباد میں تاریخی ہڑتال۔

✿...... روزنامہ نوائے وقت 14/جولائی 2008ء:

پی ایم کالج سے قادیانی طلباء کا اخراج برقرار رکھا جائے۔ (معاویہ راشد)

یہ تمام معاملہ انسانی حقوق کی پامالی کرتے ہوئے اس طرح اختتام پذیر ہوا کہ اکثر طلباء کو مختلف کالجوں میں بھجوا دیا گیا۔ اوران مذہب و پاکستان دشمن عناصر کو ایک دفعہ پھر کامیابی ہوئی اور احمدیوں کے ساتھ ناروا رکھے جانے والے سلوک کی مثال ہمیشہ کی طرح قائم رہی۔

(5) ''پاکستان کے 600 قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی''

قادیانیوں کے اسرائیل کے ساتھ رابطے ہیں......احمدیوں پر الزام (ایک مضحکہ خیز خبر)

سب سے پہلے یہ خبر 29/دسمبر 1975ء کو نوائے وقت میں ایک کتاب کے حوالے سے شائع ہوئی۔ 2008ء میں یہ الزام ایک دفعہ پھر احمدیوں پر لگایا گیا۔ جو عقلمندوں اور ذی شعور احباب کے لئے پیش ہے۔ ان 600 فوجیوں میں گزشتہ 33 سالوں میں کوئی زیادتی یا کمی نہیں ہوئی۔ عقل حیران ہے کہ ایسی خبروں کو اخبارات میں کیسے بے وقوفی سے شائع کیا جاتا ہے۔ اللہ ان ''عقل مندوں'' پر رحم کرے۔ اس خبر کے بارہ میں احمدیوں کی طرف سے جواب ہے کہ کسی ایک پاکستانی احمدی اسرائیلی فوجی کا نام، ایڈریس وغیرہ تو دیا جائے؟؟؟ آج تک اس خبر کی تصدیق نہیں اور نہ ہی ہمارے موقف کو اخبار میں جگہ دی گئی......

✿......نوائے وقت 29/دسمبر 1975ء: اسرائیلی فوج میں قادیانیوں کی بھرتی:

راولپنڈی۔ 28/دسمبر: لندن سے شائع ہونے والی ایک کتاب ''اسرائیل۔ اے پروفائل'' میں انکشاف کیا گیا ہے کہ حکومت اسرائیل نے اپنی فوج میں پاکستانی قادیانیوں کو بھرتی ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ یہ کتاب پولیٹیکل سائنس کے ایک یہودی پروفیسر آئی آئی ٹوماتی نے لکھی ہے اور اسے ادارہ پال مال لندن نے شائع کیا ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ 1972ء تک اسرائیلی فوج میں چھ سو پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں۔

✿......نوائے وقت 6/اکتوبر 2008ء: ''پاکستان کے 600 قادیانی اسرائیلی فوج میں بھرتی ہو گئے''۔

اس خبر کے حوالے سے روزنامہ نوائے وقت یکم مئی 1976ء میں اس وقت کے وفاقی وزیر مذہبی امور کوثر نیازی نے اپنے بیان میں کہا تھا کہ ''اسرائیل میں کوئی پاکستانی احمدی موجود نہیں''۔

ملاحظہ فرمایئے۔ نوائے وقت یکم مئی 1976ء:

(6) احمدی اسلام اور پاکستان کے خیر خواہ نہیں۔ احمدیوں کے خلاف پراپیگنڈا

احمدیوں پر ایک اور الزام جو ہمیشہ لگایا جاتا ہے اس سال بھی اس کا اعادہ کیا جاتا رہا کہ احمدی اسلام اور پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہیں۔ احمدی مخالف مولوی اس حوالے سے بیان دیتے ہیں اور اخبارات ان کے بیانات بغیر تحقیق کئے جلی سرخیوں سے شائع کر دیتے ہیں۔ آج پوری دنیا میں مولویوں نے اسلام کی جو بھیانک تصویر پیش کی ہوئی ہے اس سے پورے عالم اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اور اسلام جو امن و آشتی کا مذہب ہے اس سے لوگ متنفر ہو رہے ہیں۔ قیام پاکستان کے موقع پر پاکستان کو پلیدستان کہنے والے آج پاکستان کے ٹھیکیدار بنے بیٹھے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ احمدی اسلام و وطن کے حقیقی محافظ ہیں جو ہر موقع پر ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ احمدیوں کے خلاف بعض شر انگیز خبریں ملاحظہ ہوں:

✿......جنگ 27/مئی 2008ء: قادیانی ملک، قوم اور اسلام کے غدار ہیں۔ (ساجد میر)

✿......ایکسپریس 15/مئی 2008ء: قادیانی پوری دنیا میں اسلام کے خلاف سرگرم ہیں۔ (مجلس ختم نبوت)

✿......ایکسپریس 29/مئی 2008ء: قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں۔ انہیں اقلیت بن کر رہنا ہوگا۔ (مولانا مسعود)

✿......ایکسپریس 17/جون 2008ء: اسلام کو سب سے زیادہ نقصان قادیانیوں نے پہنچایا۔ (عبدالعلیم یزدانی)

✿......نوائے وقت 7/جون 2008ء: قادیانی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

✿...... روزنامہ پاکستان 9/ستمبر 2008ء:

قادیانیت کے خاتمہ تک جدوجہد جاری رہے گی۔ (عالمی ختم نبوت کانفرنس)

✿......ایکسپریس 17/دسمبر 2008ء: قادیانی پاکستان کے دشمن ہیں حکومت لگام ڈالے۔ (جمعیت اہلحدیث)

✿......ایکسپریس 2/جون 2008ء: قادیانی اسلام اور پاکستان کے دشمن ہیں۔ (شاداب رضا، مفتی محمد صدیق)

(7) حکومت پر احمدیوں کی پشت پناہی کا الزام لگا کر احمدیوں کے خلاف کارروائی پر مجبور کرنا

جماعت احمدیہ کے خلاف حکومتی افسران کو کارروائی پر مجبور کرنے کا آسان حربہ ان کے خلاف یہ بیانات دینا ہے کہ وہ جماعت کے حمایتی ہیں اور احمدیوں کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ حکومتی عمائدین پر یہ الزام لگا کر کہ یہ قادیانی ہیں ان کو دباؤ میں لایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت احمدیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر رہی اس لئے ان کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس قسم کی خبریں لگا کر حکومت کو جماعت کے خلاف کارروائی کرنے پر اکسایا جاتا ہے۔

✿......روزنامہ جنگ 8/مارچ 2008ء:

نئی حکومت قادیانی آرڈیننس پر عمل درآمد یقینی بنائے اور ججوں کو بحال کرے (ختم نبوت کانفرنس)

✿......روزنامہ پاکستان 7/مارچ 2008ء: ایوان صدر قادیانیوں کو تحفظ فراہم کر رہا ہے۔ (عبدالغفور رحمانی)

✿......روزنامہ ایکسپریس 30/جون 2008ء: گورنر قادیانی طلباء کی حمایت سے باز رہیں۔ (مجلس احرار اسلام)

✿......روزنامہ جنگ 21/مئی 2008ء:

پنجاب حکومت نے قادیانی پولیس افسروں کو تعینات کر کے مسلمانوں کے مینڈیٹ کی توہین کی ہے۔ (اللہ یار ارشد)

(8) بیرونی طاقتیں جماعت احمدیہ کی سرپرستی کر رہی ہیں۔ 2008ء میں بھی مولویوں کا یہی الزام

جماعت احمدیہ پر جن بے شمار الزامات کی بوچھاڑ رہتی ہے جو محض نفرت کی بنا پر عائد کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ احمدیوں کو پاکستان کے باہر سے سپورٹ حاصل ہے۔ مولویوں کے اس مضحکہ خیز الزام کو اخبارات میں بغیر تحقیق جلی سرخیوں سے شائع کیا جاتا ہے۔ چند خبریں ملاحظہ ہوں:

✿......روزنامہ نوائے وقت 24/ستمبر 2008ء:

پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے امریکہ، بھارت، اسرائیل اور قادیانی متحد ہو چکے ہیں۔

✿......روزنامہ جنگ 11/نومبر 2008ء:

امریکہ، برطانیہ دہشتگردی سے نجات چاہتے ہیں تو قادیانیوں کی مددنہ کریں۔ (مرکزی جمعیت اہل حدیث)

✿...... روزنامہ نوائے وقت 28/اکتوبر 2008ء:

قادیانی اندرون و بیرون ملک اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔

✿......روزنامہ نوائے وقت 16/جون 2008ء:

مغرب کے ایجنٹ قادیانی پاکستان اور اسلام مخالف سازشوں میں پیش پیش ہیں۔ (حافظ عبدالعلیم یزدانی)

(9) جماعت احمدیہ پر بے بنیاد الزامات کی بوچھاڑ اور اخبارات کا ان کو جلی سرخیوں میں بغیر تحقیق شائع کرنا

اس مختصر رپورٹ میں ان تمام ایشوز کا احاطہ کرنا انتہائی مشکل ہے جو اخبارات میں بے بنیاد الزامات کی شکل میں جماعت احمدیہ پر لگائے جاتے ہیں اور ان الزامات کی تحقیق کرنا اخبارات کے ذمہ داران کو گوارا نہیں۔ ذیل میں چند اور امور جو اخبارات میں جلی سرخیوں کے ساتھ جماعت احمدیہ کے خلاف پروپیگنڈا کے طور پر شائع ہوئے، پیش ہیں:

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر38

اتحاد بین المسلمین کے سلسلہ میں گیارہ ممالک کے اتحاد کی تجویز

مارچ1952ء کے آخر پر حضرت خلیفہ ثانیؓ حیدرآباد میں مقیم تھے۔ آپ کے یہاں قیام کا اہم ترین واقعہ ''اتحاد بین المسلمین'' کے موضوع پر عظیم الشان لیکچر ہے جو 25/مارچ1952 کو آپ نے ارشاد فرمایا۔

اس عظیم الشان لیکچر میں حضورؓ نے فرمایا کہ اجتماعیت اور ملّت کا جو احساس اسلام نے پیدا کیا ہے وہ کسی اور مذہب نے پیدا نہیں کیا۔صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کو اجتماعیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

پھر حضور نے اسلامی اتحاد کے عناصر کے بیان میں کلمہ طیبہ، قبلہ، نماز، حج وغیرہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ چاہے کوئی سنی یا شیعہ یا کسی اور مسلک سے تعلق رکھتا ہو ان عناصر سے انکار نہیں کرسکتا، اور یہ عناصر سب میں مشترک ہیں۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا ۔اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (الانفال:47)

اے مسلمانو، تم آپس میں اختلاف نہ کرو۔ اگر تم آپس میں اختلاف کرو گے تو کمزور ہو جاؤ گے اور دشمن سے شکست کھا جاؤ گے۔تم ہمیشہ اکٹھے رہنا اور ایک دوسرے کے مددگار رہنا۔ واصبروا اور چونکہ اکٹھے رہنے میں تمہیں کئی مشکلات پیش آئیں گی اس لئے تمہیں صبر سے کام لینا ہوگا۔ جب تم اجتماعیت کی طرف آؤ گے تو کئی جھگڑے پیدا ہوں گے......پھر تم کیا کرو۔ فرمایا وَاصْبِرُوْا اور مجھ پر امید رکھو میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔

اس کے بعد حضورؓ نے اسلامی اتحاد کے دو اصول بیان فرمائے۔

پہلا اسلامی اصول اتحاد

اگر ہم اکٹھے ہو کر بیٹھ جائیں گے تو آہستہ آہستہ اتحاد کی کئی صورتیں نکل آئیں گی۔ فلاں مردہ باد، فلاں زندہ باد کے نعروں سے کچھ نہیں بنتا۔ اگر کوئی نقطہ مرکزی ایسا ہے جس پر اتحاد ہوسکتا ہے تو اس کو لے لو کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ اختلافات قائم رکھو......پھر یہ بیوقوفی کی بات ہے کہ ہم ان اختلافات کی وجہ سے اتحاد کو چھوڑ دیں۔

دوسرا اسلامی اصول اتحاد

دوسرا اصول اتحاد کا یہ ہے کہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز پر قربان کر دیا جائے۔ اگر تم دیکھتے ہو کہ ہر بات میں اتحاد نہیں ہوسکتا تو تم چھوٹی باتوں کو چھوڑ دو اور بڑی باتوں کو لے لو۔

عالم اسلام کو دعوت اتحاد

پس ان دونوں باتوں پر عمل کیا جائے تو اتحاد ہوسکتا ہے اس وقت پاکستان، لبنان، عراق، اردن، شام، مصر، **لیبیا، ایران، افغانستان، انڈونیشیا اور سعودی عرب یہ گیارہ مسلم ممالک ہیں جو آزاد ہیں** اور ان سب میں اختلاف پائے جاتے ہیں۔ اگر انہوں نے آپس میں اتحاد کرنا ہے تو پھر اختلافات کو برقرار رکھتے ہوئے ان کا فرض ہے کہ وہ سوچیں اور غور کریں کہ کیا کوئی ایسا پوائنٹ بھی ہے جس پر وہ متحد ہوسکتے ہیں؟ اور اگر کوئی ایسا پوائنٹ مل جائے تو وہ اس پر اکٹھے ہو جائیں اور کہیں کہ ہم یہ بات نہیں ہونے دیں گے۔

مثلاً یہ سب ممالک اس بات پر اتحاد کرلیں کہ ہم کسی مسلم ملک کو غلام نہیں رہنے دیں گے اور بجائے اس کے کہ اس بات کا انتظار کریں کہ پہلے ہمارے آپس کے اختلافات دور ہو جائیں وہ سب مل کر اس بات پر اتحاد کرلیں کہ وہ کسی ملک کو غلام نہیں رہنے دیں گے اور سب مل کر اس کی آزادی کی جدوجہد کریں گے......۔

وہ اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ اختلاف کے باوجود ہم دشمن سے اکٹھے ہو کر لڑیں گے اور ہم بھی اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ باہمی اختلافات کے باوجود ہم ایک دوسرے سے لڑیں گے نہیں۔

نازک زمانہ کی خبر

اسلام پر ایک نازک زمانہ آرہا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو کھولیں اور خطرات کو دیکھیں اور کم از کم اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ خواہ کچھ بھی ہو ہم رسول کریم ﷺ کا ذکر مٹنے نہیں دیں گے۔

(تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ63تا 73)

آج بھی عالم اسلام ان نصائح پر عمل کرلے تو اسلامی ممالک ایک ایسی قوت بن کر ابھر سکتے ہیں جس کا مقابلہ کرنے کی کسی کو طاقت نہ ہوگی۔ آج بھی حضورؓ کے یہ الفاظ دعوت عمل دے رہے ہیں اور آپ کے ارشاد کے مطابق وہ نازک زمانہ آچکا ہے اور اسلامی ممالک کو اتحاد کی جس قدر اس زمانہ میں ضرورت ہے اتنی پہلے کبھی نہ تھی۔

بعض یورپی ممالک کی طرف سے اسلام دشمن سرگرمیوں کے طور پر آنحضرت ﷺ کے توہین آمیز کارٹون جاری کئے تو ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی تمام عالم اسلام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آج عالم اسلام کو متحد ہو کر آنحضرت ﷺ کے نام کو بلند کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔کاش کہ ان کو سننا نصیب ہو اور عمل کے لئے قدم اٹھنے لگیں۔

✡ ✡ ✡ ✡ ✡ ✡

1953ء کے فسادات پر مصری پریس

مصر کے مشہور صحافی جناب عبد القادر حمزہ نے پاکستان میں مذہب کے عنوان سے اخبار'البلاغ' میں ایک خصوصی مقالہ سپرد اشاعت کیا جس کا خلاصہ اخبار'مدینہ' بجنور 28/ مارچ 1953ء میں حسب ذیل الفاظ میں شائع ہوا:۔

قاہرہ23/مارچ اخبار البلاغ کے پروپرائٹر عبدالقادر حمزہ پچھلے دنوں مصری اخبار نویسوں کے وفد کے رکن کی حیثیت سے پاکستان گئے تھے۔ آپ نے اپنے اخبار کے صفحہ اول پر ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ پاکستان میں مذہب کے نام پر ناجائز فائدہ اٹھایا جارہا ہے علماء اور دوسرے لوگ عوام کے کورانہ عقائد سے بے جا استفادہ کررہے ہیں۔

آج کل پاکستان اسی لعنت میں مبتلا ہے جس میں مصر مبتلا رہ چکا ہے۔ یعنی کچھ لوگ سیاسی اثر بڑھانے کے لئے مذہب سے بیجا فائدہ اٹھانے کی کوشش کررہے ہیں۔ اور ایسے معاملات سیاسیات میں دخل دینے کی کوشش کررہے ہیں جو ان سے تعلق نہیں رکھتے۔محض اس دعویٰ کی بناء پر کہ ہم علماء ہیں دوسرے لوگ بھی عوام کے مذہب احساسات سے بیجا فائدہ اٹھائے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ان لوگوں پر دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی نسبت مذہب کا اثر زیادہ غالب ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی مسلمان قرآن پڑھتا ہے۔ اور وہ اس کی بعض سورتوں کو ازبر کرلیتا ہے۔ لیکن وہ نہ قرآن کے معانی ومطالب کو سمجھتا ہے اور نہ اسلام کے متعلق کسی دوسری کتاب کو۔ نہ عربی زبان جانتا ہے اس لئے خواندہ ہونے کے باوجود ناخواندہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ عام پاکستانی محض مذہبی طور پر مسلمان ہیں اور ان سے مذہب کے نام پر یا اس کے متعلق جو کچھ کہہ دیا جاتا ہے اس پر یقین کرلیتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے دورہ میں جو فرقہ وارانہ گڑبڑ دیکھی اس کا بڑا سبب یہی تھا کہ مسلمان اسلام کی صحیح سپرٹ سے ناآشنا ہیں۔ **میرا مقصد نہ احمدیوں کی صفائی پیش کرنا ہے اور نہ ان کے مخالفوں پر نکتہ چینی کرنا۔** اگر ایسی صورت میں کہ اختلافی بحث بلوے اور آتش زنی کی شکل اختیار کرلے اور بے گناہ لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جانے لگے تو افسوس ہوتا ہے۔ **اگر پاکستانی مسلمان زیادہ ہو جائیں اور تعلیم یافتہ افراد کی تعداد بڑھ جائے تو ایسے قابل اعتراض اعمال کا رونما ہونا ناممکن ہو جائے گا۔** ضرورت ہے کہ جہاں جدید علوم و فنون حاصل کئے جائیں وہاں قرآن کے معانی ومفہوم سے قریب تر ہونے کی کوشش کی جائے۔

(بحوالہ بدر قادیان 7/اپریل 1953ء صفحہ 6)

یہ فسادات ابھی تک ہو رہے ہیں۔ اور نہ جانے ایسے تعلیم یافتہ افراد کی تعداد کب اتنی ہوگی کہ جس سے پاکستان کے فسادات ختم ہوسکیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ اب تک تو ان فسادات کی جڑ کہلانے والے حضرات اپنے آپ کو سب سے زیادہ تعلیم یافتہ اور پڑھا لکھا انسان سمجھتے ہیں۔

✡ ✡ ✡ ✡ ✡ ✡

شاہ ابن سعود کی المناک وفات پر حضرت مصلح موعودؓ کی طرف سے تعزیت

شاہ عبدالعزیز ابن سعود جو نجد وحجاز مقدس کے بادشاہ اور عالم اسلام کے نہایت جری، زبردست مدبر اور مرنجاں اور جدید جنگی فنون کے ماہر اور بین الاقوامی سیاست کے خم وپیچ سے واقف تھے 10 نومبر 1953ء کو انتقال کر گئے ۔ تمام عرب ملکوں نے اپنی سرکاری تقریبات ملتوی کردیں اور قاہرہ، دمشق اور عمان کے ریڈیو سٹیشنوں سے عام پروگرام کی بجائے قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی گئی۔ تمام عرب ملکوں نے اڑتالیس گھنٹوں تک سوگ منایا۔ نیویارک میں اقوام متحدہ کا پرچم شاہ ابن سعود کے ماتم میں سرنگوں رہا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 21/ نومبر 1953ء صفحہ1)

صاحب الجلالۃ شاہ مملکت سعودیہ عبد العزیز ابن سعود جیسے بیدار مغز، نیک دل اور شریف بادشاہ کے عہد حکومت میں اتحاد بین المسلمین کی تحریک کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔

جلالۃ الملک ابن سعود کا یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رہے گا کہ انہوں نے حج بیت اللہ کے دروازے ہر کلمہ گو مسلمان کے لئے ہمیشہ کھلے رکھے۔ ایک بار الفضل کے سیاسی نامہ نگار نے جلالۃ الملک سے مکہ معظّمہ میں ملاقات کی تو انہوں نے جماعت احمدیہ کی نسبت فرمایا کہ تبلیغ اسلام میں مدد دینا ہمارا کام ہے اور احمدیوں کی نسبت جب سورت کے ایک اہلحدیث نے شکایت کی کہ یہ ایک اور نبی کے ماننے والے ہیں تو سلطان نے کہا یہ تو شرک فی النبوۃ کرتے ہوں گے مگر یہاں تو شرک فی التوحید کرنے والے بھی آتے ہیں۔ پھر احمدیوں کو مکّہ سے نکالنے کی تجویز پر پوچھا کیا یہ کعبۃ اللہ کو بیت اللہ سمجھ کر حج کے لئے آتے ہیں؟ جواب میں ''ہاں'' سن کر فرمایا'' تو کیا یہ عبدالعزیز کے باپ کا گھر ہے جس سے مَیں نکال دوں؟ یہ خدا کا گھر ہے۔'' (روزنامہ الفضل قادیان 24/ جولائی 1935ء صفحہ 5 کالم 3، 4)

جمعیت العلمائے ہند سے خصوصی رابطہ رکھنے والے ایک صاحب علم اور صاحب قلم نے ہفت روزہ ''صدیق جدید'' لکھنؤ مورخہ 6/اگست 1965ء صفحہ 8 میں شاہ عبدالعزیز ابن سعود کے زمانے کا یہ واقعہ بایں الفاظ لکھا کہ:

''حجرہ نشین مولویوں نے مرحوم سے کہا کہ چونکہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ اس لئے انہیں حجاز مقدس سے نکال دیا جائے۔ مرحوم نے مولوی صاحبان سے پوچھا کہ قادیانی حج کو اسلام کا رُکن اور اس کو فرض سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ جو شخص حج کی فرضیت کا قائل ہے اور اسے اسلام کا اہم رُکن سمجھتا ہے اسے حج سے روکنے کا مجھے کوئی حق نہیں ۔ یہ واقعہ ہم نے مرحوم کی زندگی میں خود بعض مولویوں کی زبانی سنا تھا۔ممکن ہے کہ بعض اخبارات میں بھی شائع ہوا ہو۔''

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح موعودؓ کو دنیائے اسلام کی اس عظیم شخصیت کے المناک انتقال پر بہت صدمہ ہوا اور آپ نے 11/نومبر 1953ء کو اپنی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے سعودی عرب کے نئے سلطان ہز میجسٹی شاہ سعود بن عبدالعزیز کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرے۔ اس سلسلہ میں حضور نے شاہ عبدالعزیز کے بیٹے کے نام ربوہ سے جو برقیہ ارسال فرمایا اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

''ہز میجسٹی شاہ سعودی عرب......ریاض!

مَیں اپنی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کے نامور والد کی وفات پر آپ سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے ۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے محبوب ومقدس ملک عرب کو امن اور ترقی سے نوازے اور تمام امور میں آپ کی رہنمائی فرمائے اور آپ کے کندھوں پر جو بوجھ ڈالا گیا ہے اسے برداشت کرنے میں آپ کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی وناصر ہو۔

مرزا البشیر الدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ۔ ربوہ
مورخہ 11/نومبر 1953ء

(روزنامہ المصلح کراچی 18/نومبر 1953ء صفحہ 1،
مجلہ "البشریٰ" دسمبر 1953ء صفحہ 179)

صاحب الجلالۃ شاہ سعود بن عبدالعزیز کی طرف سے حضرت مصلح موعودؓ کو اس تعزیت نامہ کے جواب میں حسب ذیل برقیہ موصول ہوا:۔

"جدۃ۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد امام الجماعۃ الاحمدیہ ۔ ربوہ

نشکرکم و طائفتکم علی تعزیتکم ومشارکتکم فی مصابنا العظیم۔

سعود بن عبدالعزیز"

(مجلہ "البشریٰ" نومبر 1954ء)

جدہ: مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ۔

آپ کی طرف سے تعزیت فرمانے اور ہمارے اس بہت بڑے دکھ میں ہمارا ساتھ دینے پر ہم آپ کے اور آپ کی جماعت کے شکرگزار ہیں۔ سعود بن عبدالعزیز۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

عراق کے نائب سفیر کی طرف سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ کی خدمات کا اعتراف

عراق کے نائب سفیر متعینہ پاکستان السید عبدالمہدی العثیر نے پاکستان کے یوم آزادی کے موقع پر 14/اگست 1953ء کو ریڈیو پاکستان سے اہل پاکستان کے نام ایک پیغام نشر کرتے ہوئے فرمایا کہ عراق پاکستان کی اس جدوجہد کو کبھی فراموش نہیں کر سکتا جو اس نے اقوام متحدہ میں متعدد عرب مسائل کی تائید میں کی ہے۔ موصوف نے کہا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے اس سلسلے میں وہ عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ جس نے اہل عراق کے دل موہ لئے ہیں۔ آپ کی شخصیت میں انہیں ایک سچا اور حقیقی دوست ملا ہے۔ آپ نے بے مثال جذبے اور کمال دلیری سے ان کے قومی مفاد کی حفاظت کی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام عراقیوں کی قومی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ پاکستان اور عراق کے درمیان گہرے اور مستحکم تعلقات قائم ہیں۔ دونوں نے بین الاقوامی حلقوں میں عالمی امن کی سلامتی اور غلام ممالک کے باشندوں کی تحریک آزادی میں ایک دوسرے سے گہرا تعاون کیا ہے۔ (مارننگ نیوز "Morning News" کراچی 16/اگست 1953ء بحوالہ روزنامہ المصلح کراچی 18/اگست 1953ء صفحہ 3)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

شاہ حسین اور ان کی حکومت کی طرف سے حضرت چوہدری صاحب کو دعوت

حضرت چوہدری صاحب نے 1953ء میں ایشیا کے بعض ممالک کا دورہ کیا اس دوران اُردن جانے کا بھی اتفاق ہوا اس کے بارہ میں آپ اپنی خودنوشت "تحدیث نعمت" میں تحریر فرماتے ہیں:

"تہران میں اُردن کے سفیر تشریف لائے اور فرمایا میری حکومت کی طرف سے مجھے ہدایت موصول ہوئی ہے کہ مَیں اس کی طرف سے آپ کو یہاں سے دمشق واپس

اُردن کے بادشاہ جلالۃ الملک حسین ابن طلال بن عبداللہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو اُردن کا اعلیٰ ترین سول ایوارڈ "ستارہ اُردن" دے رہے ہیں

جانے پر عمان آنے کی دعوت دوں۔ مَیں نے عذر کیا کہ مجھے اب جلد کراچی پہنچنا ہے۔ دوسرے دن وہ پھر تشریف لائے اور فرمایا مَیں نے تمہارا عذر عمان پہنچا دیا تھا وہاں سے مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ مَیں تمہیں جلالۃ الملک کا ذاتی پیغام پہنچاؤں کہ ان کی خواہش ہے کہ تم اس موقع پر عمان ضرور آؤ۔ مَیں نے عرض کیا کہ اب تو سوائے تعمیلِ ارشاد کے کوئی چارہ نہیں مَیں ضرور حاضر ہوں گا۔"

"جلالۃ الملک حسین ابن طلال بن عبد اللہ بڑی محبت اور احترام سے پیش آئے۔ فرمایا ہم سب تہ دل سے تمہارے ممنون ہیں کہ تم نے قضیہ فلسطین کی ابتدا سے نہایت جرأت اور دانشمندی سے ہمارے حقوق کا دفاع کیا ہے اور جب حال ہی میں اسرائیلیوں نے سخت ظلم اور تعدی سے قبیہ کا عرب گاؤں ہماری حدود کے اندر بیجا مداخلت کر کے برباد کر دیا تو تم نے خود مجلسِ امن میں پیش ہو کر اسرائیلیوں کی مکّاریوں اور فریب کاریوں کا پردہ فاش کیا۔ مَیں نے عرض کیا پاکستان قضیہ فلسطین کو اپنا اور سارے عالم اسلام کا قضیہ سمجھتا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ جو مدد اور خدمت اس بارے میں ہمارے امکان میں ہو اس سے دریغ نہ کریں۔ جب قبیہ پر اسرائیلی یورش کا مسئلہ مجلسِ امن میں زیر بحث آیا تو پاکستان کا فرض تھا کہ حق اور انصاف کی پوری حمایت کرے۔ بے شک مجلس امن کی روایت ہے کہ عموماً ہر رکن کا مقرر کردہ مستقل نمائندہ ہی اس کی طرف سے مجلس امن میں تقریر کرتا ہے۔ لیکن امور خارجہ میں ہر ملک کا اصل نمائندہ تو وزیر خارجہ ہی ہے۔ مَیں نے قرینِ مصلحت سمجھا کہ اس مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر مَیں خود پاکستان کی طرف سے مجلس میں نمائندگی کروں۔

جلالۃ الملک سے میری تین ملاقاتیں ہوئیں۔ ہر دفعہ بڑی محبت سے پیش آئے۔ ایک ملاقات میں تو صرف مَیں حاضر خدمت تھا، بلا تکلف عرب اور عالم اسلام کے اہم مسائل پر گھنٹہ بھر سے زائد گفتگو رہی۔ دوسرے دن شام کے کھانے پر وزراء اور سفراء اور کثیر تعداد شرفاء کی مدعو تھی۔ کھانے کے بعد جلالۃ الملک نے کمال شفقت سے "ستارۂ اردن" کا سب سے اعلیٰ نشان مجھے مرحمت فرمایا۔"

(تحدیث نعمت صفحہ 610 تا 612)

حسن اتفاق سے وہ اردن کے بادشاہ ہیں

دوسری مرتبہ جب حضرت چوہدری صاحب اُردن تشریف لے گئے تو شام اور اُردن کی سرحد پر ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا کہ وہاں پر پریس کے لوکل نمائندہ نے چوہدری صاحب سے سوال کیا کہ آپ عمان کس غرض کیلئے جا رہے ہیں؟ چوہدری صاحب نے جواباً فرمایا:

ایک دوست کی ملاقات کے لئے۔

اس نے پوچھا: کیا جلالۃ الملک کی خدمت میں بھی حاضری کا موقع ہوگا؟

چوہدری صاحب نے فرمایا: یہاں جو میرے دوست ہیں ان کا نام حسین بن طلال ہے۔ حسن اتفاق سے وہ اردن کے بادشاہ بھی ہیں۔ لیکن میری غرض دوست سے ملاقات ہے۔ دوست کو بادشاہ پر سبقت ہے۔

(تحدیث نعمت صفحہ 610 تا 612)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

دو لبنانی احمدیوں کا درد انگیز قصیدہ

10/مارچ 1954ء کو حضرت مصلح موعود پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اس خبر سے احمدیوں کے قلوب واذہان پر کیا بیتی؟ یہ ایک عجیب اور طویل داستان ہے۔ لیکن مشرق وسطی کے مخلص احمدیوں کے دل پر اس واقعہ نے کیا اثر ڈالا؟ اس سلسلہ میں دو لبنانی احمدیوں ابو صالح السید نجم الدین اور السید توفیق الصفدی کے مندرجہ ذیل درد انگیز قصیدہ سے اس کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے جو انہوں نے اس حادثہ عظمیٰ سے متاثر ہو کر کہا۔ اسکے چند شعر یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

امیر المومنین فدتک نفسی
و بعد النفس ما کان افتداءُ
علمت بما جری من فعل وغد
ابی فی دربہٖ الا التواء
شفاک اللہ من جرح بقلبی
لہٗ الم و لیس لہٗ دواءُ
وعافاک المہیمن من جروح
جروحا اودعت فی الصدر،داءُ
اذا ما کان مولانا بخیر
فنحن ومالک الدنیا سواء
ذکرت بجرحک الفاروق لما
رماہ الوغد وانقطع الرجاءُ
وعثمان النقی قتیل بیتٍ
کذاک علی اتقی الاتقیاء
تأسی فیھم یا ابن المعالی
ولا تنس شھیدالکربلاء
علیک سلام ربی کل حین
سلام ما بہ قط ریاء

ترجمہ:

اے امیر المومنین! میری جان آپ پر فدا ہو اور جان سے بڑھ کر کیا فدیہ ہوگا؟ ایک شریر، سرکش اور غیر مہذب شخص نے اپنی حرکت سے آپ کو جو نقصان پہنچایا ہے، مجھے اس کا علم ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس زخم سے شفا بخشے جس کی وجہ سے میرے دل میں ایسا درد ہے، جس کا کوئی علاج نہیں۔ اے امام! جماعت احمدیہ آپ پر قربان۔ اے امیر! میری جان آپ پر نثار۔ اے امام! اللہ تعالیٰ آپ کو ان زخموں سے جلد شفا بخشے۔ جنہوں نے میرے سینہ میں مستقل زخم ڈال دیئے ہیں اور مجھے بیمار کر دیا ہے۔ جب ہمارا آقا خیر و عافیت سے ہو تو ہمیں ساری دنیا کی بادشاہت ملنے کے برابر خوشی ہوتی ہے۔ اے مثیل عمرؓ! تیرے زخم سے حضرت عمرؓ کی یاد تازہ ہوگئی جب ایک کمینے نے آپ پر وار کیا اور امید حیات جاتی رہی۔ اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کی یاد تازہ ہوگئی جو بے گناہ تھے اور گھر کے اندر شہید کئے گئے۔ نیز حضرت علیؓ اتقی الاتقیاء بھی یاد آ گئے۔ اے جلیل القدر امام! ان بزرگوں کے مصائب ہمارے لئے اسوہ ہیں اور اس سلسلہ میں شہید کربلا حضرت امام حسینؓ کو کون بھلا سکتا ہے۔ اے سرمایہ حیات! اور اے ذخیرۂ آخرت! تجھ پر ہر گھڑی خدا تعالیٰ کا سلام۔ تجھ پر ہر گھڑی بنی نوع انسان کا مخلصانہ سلام۔

(از تاریخ احمدیت جلد 16 صفحہ 246.242)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

جلالۃ الملک شاہ سعود سے جماعت احمدیہ کراچی کے ایک وفد کی ملاقات

جماعت احمدیہ کراچی کے ایک وفد نے 15/اپریل 1954ء کو شاہ سعود ابن عبدالعزیز حکمران سعودی عرب سے ملاقات کر کے جماعت کی طرف سے ان کی آمد پر مبارکباد دی۔ شاہ سعود نے جماعت کے وفد سے مل کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ وفد مولوی عبدالمالک خانصاحب مبلغ کراچی۔ جنرل سیکرٹری صاحب جماعت کراچی۔ مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ و سیکرٹری تبلیغ کراچی اور مولوی نور الحق صاحب انوؔر سابق نائب وکیل التبشیر پر مشتمل تھا۔ جب شاہ موصوف کو بتایا گیا کہ مولوی نور الحق صاحب انور فریضہ تبلیغ ادا کرنے کیلئے امریکہ جا رہے ہیں تو شاہ موصوف نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے ان کی کامیابی کے لئے دعا کی۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں سلسلہ کی کتب کا ایک سیٹ بھی پیش کیا گیا۔

(الفضل 20/اپریل 1954ء صفحہ 1 و 'بدر' قادیان 7/مئی 1954ء صفحہ 8)

(باقی آئندہ)

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دیجئے

احباب کی اطلاع کے لئے الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دینے کے نرخ حسب ذیل ہیں:

Size: 60mm x 60mm	£ 21.15 each
Size: 50mm x 120mm	£ 31.73 each
Size: 90mm x 120mm	£ 52.88 each
Size: 165mm x 120mm	£ 84.60 each

(مینیجر)

خطبہ جمعہ

معاشرے کو ہر قسم کے فساد سے بچانے کے لئے اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے پردہ پوشی انتہائی ضروری ہے۔

یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستّاری اور مَرْحَمَۃ آپس میں نہ ہو۔

یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔

وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔

ہمارا یہ مطلب نہیں کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت ستّار کے حوالہ سے احباب جماعت کو قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اہم نصائح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 27/مارچ 2009ء بمطابق 27/امان 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا ایک نام ستّار ہے۔ مفردات میں لکھا ہے کہ ستّار کے معنے ہیں وہ ذات جو پردے میں ہے یا چھپی ہوئی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ وَاللّٰہُ سَتَّارُ الْعُیُوْب یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو غلطیوں اور کمزوریوں کو چھپانے والی ہے اور نہ صرف اللہ تعالیٰ انسانوں کی غلطیوں اور کمزوریوں کو چھپاتا ہے بلکہ احادیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سَتر پسند ہے، پردہ پوشی پسند ہے۔

مسند احمد کی ایک حدیث ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالسِّتْرَ۔

(مسند احمد جلد 6 صفحہ 163۔ مسند یعلی بن امیۃ۔ حدیث 18131 مطبوعہ بیروت۔ 1998ء)

یہ حضرت یَعْلٰی بِنْ اُمَیّہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ حیا اور سَتر کو پسند فرماتا ہے۔

اور پھر کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی سَتر اور پردہ پوشی فرماتا ہے۔ اس بارہ میں بھی ایک روایت ہے۔ صَفْوَان بن مُحْرِز بیان کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے راز و نیاز کے متعلق کیا سنا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے ربّ کے قریب ہوگا یہاں تک کہ وہ اپنا سایہ رحمت اس پر ڈالے گا۔ پھر فرمائے گا تم نے فلاں فلاں کام کیا تھا۔ وہ کہے گا ہاں میرے ربّ۔ پھر کہے گا فلاں فلاں کام بھی کیا تھا۔ وہ کہے گا ہاں۔ اللہ پھر اس سے اقرار کروا کر کہے گا۔ مَیں نے اُس دنیا میں تیری پردہ پوشی کی تھی، (یہ مادی دنیا مراد ہے)۔ آج (قیامت کے دن) بھی پردہ پوشی کرتا ہوں اور وہ (غلط) کام جو تُو نے کئے تھے مَیں تمہیں معاف کرتا ہوں۔

(بخاری کتاب الادب۔ باب ستر المومن علی نفسہ۔ حدیث نمبر 6070)

تو یہ وہ پیارا خدا ہے جو اپنے بندوں سے اس طرح پردہ پوشی اور مغفرت کا سلوک فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب اللہ تعالیٰ کی پردہ پوشی کا یہ تصور پیش ہی نہیں کر سکتے۔ اگر پردہ پوشی کا یہ تصور ہوتا تو مثلاً عیسائیوں میں کفارے کا مسئلہ نہ ہوتا۔ اور اسی طرح آریوں میں جونوں کا تصور نہ ہوتا کہ سزا جزا کے لئے اس دنیا میں اَور اَور شکلوں میں آنا ضروری ہے۔ پس اسلام ہی اللہ تعالیٰ کی ستاری کا یہ تصور پیش کرتا ہے جس کا اظہار اس دنیا میں بھی ہوتا ہے اور اگلے جہان میں بھی۔ لیکن اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں لے لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے چونکہ پردہ پوشی کو پسند فرمایا ہے اور بندے کو یہ کہہ کر بخش دیا کہ تمہاری میں نے اس دنیا میں بھی پردہ پوشی فرمائی تھی یہاں بھی پردہ پوشی کرتے ہوئے بخش دیتا ہوں تو اس بات سے ہم بے لگام ہو جائیں کہ بُرے اور بھلے کی تمیز نہ رہے کیونکہ بخشے تو جانا ہی ہے، کیا فرق پڑتا ہے۔ برائیاں بھی کر لیں اور گناہ بھی کر لیں۔ جو چاہے کرتے پھریں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ مومنوں پر اللہ تعالیٰ کے پردے اس قدر ہیں کہ وہ شمار سے باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو، مومن کو اس کی پردہ پوشی فرمانے کے لئے پردوں میں لپیٹا ہوا ہے۔ ایک مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے پردے ایک ایک کر کے پھٹتے جاتے ہیں یہاں تک کہ اگر وہ مستقل گناہ کرتا چلا جاتا ہے تو لکھا ہے کہ کوئی پردہ بھی باقی نہیں رہتا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ میرے بندے کو چھپاؤ تو وہ اپنے پروں سے اسے گھیر لیتے ہیں۔

یہ دیکھیں اللہ تعالیٰ کس طرح ستاری فرما رہا ہے۔ لیکن اگر انسان اللہ تعالیٰ کے سلوک پر اپنی حالت کو بدلنے کی کوشش نہ کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کیا سلوک فرماتا ہے۔ یہ ایک لمبی حدیث ہے جس میں بیان ہوا ہے کہ فرشتوں کے اس بندے کو چھپانے کے بعد اگر وہ شخص توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اس کے پردوں کو جو اُٹھ گئے تھے واپس لوٹا دیتا ہے بلکہ ہر پردے کے عوض مزید نو (9) پردے عطا فرما دیتا ہے تاکہ اس کی بخشش کے سامان ہوتے رہیں۔ اس کی پردہ پوشی ہوتی رہے۔ لیکن اگر بندہ توبہ نہ کرے اور گناہوں میں ہی پڑا رہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ ہم کس طرح اسے ڈھانپیں یہ تو اتنا بڑھ گیا ہے کہ یہ تو ہمیں بھی گندہ کر رہا ہے۔ تب اللہ تعالیٰ فرشتوں کو کہے گا کہ اسے الگ چھوڑ دو اور پھر اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر اس کے ہر عیب اور گناہ کو جو اس نے اندھیروں میں بھی کیا ہو ظاہر کر دیتا ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ کی پردہ پوشی نہیں رہتی۔ پس ہر مومن کو ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کرنے والا بنائے تاکہ ہمیشہ اس کی ستّاری سے حصہ پاتے رہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا تعالیٰ کی ستّاری کا بیان کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’مالک یوم الدین کا تقاضا یہ ہے کہ بامراد کردے۔ جیسے ایک شخص امتحان کے لئے بہت محنت اور تیاری کرتا ہے مگر امتحان میں دو چار نمبروں کی کمی رہ جاتی ہے تو دنیاوی نظام اور سلسلہ میں تو اس کا لحاظ نہیں کرتے اور اس کو گرا دیتے ہیں، مگر خدا تعالیٰ کی رحیمیت اس کی پردہ پوشی فرماتی ہے اور اس کو پاس کرا دیتی ہے۔ رحیمیت میں ایک قسم کی پردہ پوشی بھی ہوتی ہے‘‘۔

پھر فرمایا کہ: ’’اسلام نے وہ خدا پیش کیا ہے جو جمیع محامد کا سزاوار ہے اس لئے مُعطی حقیقی ہے۔ وہ رحمٰن ہے بدُوں عمل عامل کے اپنا فضل کرتا ہے‘‘ (یعنی اسلام نے خدا کا وہ تصور پیش کیا ہے جو ہر قسم کی تعریف کے لائق ہے تمام تعریفیں اس میں جمع ہیں۔ وہی ایک ذات ہے جس میں یہ ساری صفات جمع ہو سکتی ہیں اور وہ ایسا عطا کرنے والا ہے جو حقیقی رنگ میں عطا کرنے والا ہے اور رحمانیت کے جلوے دکھاتے ہوئے عطا فرماتا ہے کہ اگر کسی نے کوئی عمل نہیں بھی کیا یا تھوڑا بہت عمل کیا ہے تب بھی وہ بیشمار نواز دیتا ہے یہ اس کی مالکیت ہے۔ وہ معطی ہے، رحمان ہے، مالکیت اس کی بعض دفعہ وہ نظارے دکھاتی ہے کہ اس کی رحمانیت کے جلوے ہمیں نظر آتے ہیں اور بلا کسی عمل کے بھی نوازتا چلا جاتا ہے اور غلطیوں اور کوتاہیوں پر پردہ پوشی بھی فرماتا چلا جاتا ہے)۔

اور فرمایا: ’’پھر مالکیت یوم الدین جیسا کہ مَیں نے ابھی کہا ہے بامراد کرتی ہے۔ دنیا کی گورنمنٹ کبھی اس امر کا ٹھیکہ نہیں لے سکتی کہ ہر ایک بی اے پاس کرنے والے کو ضرور نوکری دے گی۔ مگر خدا تعالیٰ کی گورنمنٹ، کامل گورنمنٹ اور لاانتہا خزائن کی مالک ہے۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ کوئی عمل کرنے والا ہو وہ سب کو فائز المرام کرتا ہے‘‘۔ (کامیابی عطا فرماتا ہے) ’’اور نیکیوں اور حسنات کے مقابلے میں بعض ضعفوں اور سُقموں کی پردہ پوشی بھی فرماتا ہے‘‘۔ (جو کمزوریاں رہ جاتی ہیں ان کی پردہ پوشی فرماتا ہے)۔ ’’وہ توّاب بھی ہے۔ مُسْتَحْیِی بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہزارہا عیب اپنے بندوں کے معلوم ہوتے ہیں، مگر ظاہر نہیں کرتا‘‘۔ یا اپنے بندے کی ایسی حیا رکھتا ہے کہ ایک حدیث میں آیا کہ اللہ تعالیٰ حیا کو پسند کرتا ہے اور یہ حیا اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی بات کو کہنے میں شرماتا ہے۔ بلکہ اس لئے کہ بندے کو شرمندگی سے بچائے۔

فرمایا: ’’ہاں ایک وقت ایسا آجاتا ہے کہ بیباک ہو کر انسان اپنے عیبوں میں ترقی پر ترقی کرتا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حیا اور پردہ پوشی سے نفع نہیں اٹھاتا۔ بلکہ دہریت کی رگ اس میں زور پکڑتی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اس بیباک کو چھوڑا جائے۔ اس لئے وہ ذلیل کیا جاتا ہے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ: ’’غرض میرا مطلب تو صرف یہ تھا‘‘ (ایک بیان چل رہا تھا پیچھے) ’’کہ رحیمیت میں ایک خاصہ پردہ پوشی کا بھی ہے مگر اس پردہ پوشی سے پہلے یہ بھی ضروری ہے کہ کوئی عمل ہو اور اس عمل کے متعلق اگر کوئی کمی یا نقص رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحیمیت سے اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 126-127۔جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

اور بعض دفعہ رحمانیت کے جلوے دکھا رہا ہوتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ رحیمیت سے بھی پردہ پوشی فرما دیتا ہے اور انسان کچھ نہ کچھ جو عمل کر رہا ہے اس پر جزا بھی دے رہا ہوتا ہے اور اگر انسان میں برائی پر شرمندگی کا احساس ہو، توبہ کی طرف توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کے حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرنے سے یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان اپنی برائیوں میں بڑھتا چلا جائے اور اپنی کوتاہیوں میں بڑھتا چلا جائے۔ اس طرح پھر برائیوں میں بڑھنے کا جواز پیدا ہوتا چلا جائے گا۔ ایسا انسان جو اس بات پر قائم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش ہی دینا ہے اس لئے عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ معاشرے کو مزید خراب کرنے والا ہوگا۔ اس لئے حدیث میں بھی اس کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ ایسے جو ڈھیٹ لوگ ہوں، ضد کرنے والے ہوں ان کی پھر اللہ تعالیٰ حیا نہیں رکھتا۔ بلکہ ان کے اندھیروں میں کئے گئے گناہوں کو بھی ظاہر فرما دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی صفت ستّار کے حوالے سے اس سے مستقل یہ دعا مانگتے رہنا چاہئے کہ ہمیں اپنی ستّاری کی چادر میں ڈھانپ لے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005

Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

***Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line*: 07533667921**

آنحضرت ﷺ نے جو دعائیں سکھائیں ان کے بارہ میں ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت جُبَیْر بِن مُطْعَمؓ روایت کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ ان دعاؤں کو کبھی ترک نہیں کرتے تھے۔ جو یہ ہیں کہ اے اللہ میرے ننگ کو ڈھانپ دے اور میرے اندیشوں کو امن میں بدل دے۔ اے اللہ میری حفاظت فرما (ان خطرات سے) جو میرے آگے ہیں اور جو میرے پیچھے ہیں۔ جو میرے دائیں ہیں اور جو میرے بائیں ہیں اور جو میرے اوپر ہیں اور مَیں تیری عظمت کی پناہ میں آتا ہوں (ان خطرات سے) جو مجھے نیچے سے اچک لیں۔

(ابوداؤد۔ کتاب الادب باب ماذا یقول اذا اصبح ۔حدیث نمبر 5074)

یہ اللہ تعالیٰ کی مکمل ستاری اور مغفرت کی دعائیں ہیں۔ آنحضرت ﷺ سے تو آپ کی ہر قسم کی حفاظت کے، ہر قسم کے گناہوں سے بچنے کے اللہ تعالیٰ کے وعدے تھے۔ بلکہ آپ نے فرمایا کہ میرا تو شیطان بھی مسلمان ہوگیا ہے۔ یہ دعائیں تو اصل میں ہمیں سکھائی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس روح کو سمجھتے ہوئے ان دعاؤں کو پڑھنے کی توفیق بھی عطا فرمائے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائے۔

پھر اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق نے جو ہمیں دعائیں سکھائی ہیں۔ اس بارے میں ان کے بھی ایک دو نمونے پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اے میرے محسن اور اے خدا! مَیں تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تُو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بیشمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین۔ ثم آمین‘‘۔

(مکتوبات احمدیہ جلد5 نمبر2 مکتوب بنام حضرت خلیفہ اول ۔مکتوب نمبر2 صفحہ 3)

پھر ایک اور جگہ ایک اور دعا اس طرح آپ نے بتائی کہ: ’’اے ربّ العالمین تیرے احسانوں کا مَیں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا جن سے تُو راضی ہو جائے۔ مَیں تیرے وجہِ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل و کرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 153 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

پس یہ دعائیں ہیں جو ہمارا خاصّہ ہونا چاہئیں۔ تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ میں بھی رہیں اور اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں اور گناہوں پر نظر بھی رکھتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہوئے ان سے بچنے کی کوشش بھی کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کی صفت ستّار سے فیض پانے اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے آنحضرت ﷺ نے ایک مومن پر کیا ذمہ داری ڈالی ہے؟ اس بارہ میں مَیں چند ایک احادیث پیش کرتا ہوں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ’’جس نے کسی مومن عورت کی حرمت کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ آگ سے اسے محفوظ رکھے گا‘‘۔ (مجمع الزوائد جلد 6 صفحہ 268۔ کتاب الحدود والدیات باب الستر علی المسلمین ۔ حدیث نمبر 10477)

یہ حدیث خاص طور پر ان لوگوں کے لئے مَیں نے چنی ہے کہ جب میاں بیوی کے تعلقات باہم ایک دوسرے کے ساتھ خراب ہوں تو ایک دوسرے پر الزام تراشی شروع کر دیتے ہیں اور پھر یہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کے گھر والے بھی اور خاص طور پر جب لڑکے کے گھر والے لڑکی پہ یا لڑکی کے گھر والے لڑکے پہ الزام لگا رہے ہوتے ہیں تو بعض دفعہ بلاوجہ الزام لگ رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پردہ پوشی کرو۔ بعض جائز باتیں بتائی جا رہی ہوتی ہیں۔ بعض سراسر تہمتیں لگائی جا رہی ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ لڑکا یا اس کے گھر والے قضاء میں یا عدالت میں لڑکی پر ایسے ایسے الزام لگا رہے ہوتے ہیں کہ اُن کو سُن کر شرم آتی ہے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن عورت کی حرمت کی پردہ پوشی کرو تو اللہ تعالیٰ آگ سے محفوظ رکھے گا۔ بعض دفعہ علیحدگیاں بھی ہو جاتی ہیں، جو بھی وجوہات ہوں علیحدہ ہونا ہے تو بیشک ہوں لیکن ایسے الزامات جو پیش کئے جاتے ہیں ان کے بغیر بھی وہ مدعا حاصل کیا جا سکتا ہے۔

پس ایک احمدی کو ان باتوں سے بچنا چاہئے۔ چاہے کوئی بھی فریق ہو۔ یہاں عورت کی حرمت کی مثال دی گئی ہے۔ لیکن اگلی حدیث میں اس کو عمومی کیا گیا ہے۔

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ’’جو مومن اپنے بھائی کے عیب کو

دیکھ کراس کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کردے گا‘‘۔(مجمع الزوائد جلد 6صفحہ 268. کتاب الحدود والدیات با ب الستر علی المسلمین ۔ حدیث نمبر 10476)

یعنی عیب تلاش کرنے کی بجائے چھپائے جائیں۔اس سے دونوں طرف کے رشتہ داروں کو تنبیہ کر دی گئی ہے اور ساتھ ہی خوشخبری بھی دے دی گئی ہے کہ تُو نے اپنے مسائل حل کرنے ہیں تو جائز طریقے سے کرو۔ایک دوسرے پر الزام تراشی کر کے نہیں۔اور اگر تم لوگ جائز طریقے سے کرو گے، ایک دوسرے کی پردہ پوشی کرو گے(بہت سے اب جو نئے رشتے قائم ہوتے ہیں تو راز کی باتیں بھی پتہ لگتی ہیں) تو اگر تعلقات خراب ہونے کی صورت میں پردہ پوشی کرو گے تو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کردے گا۔

پہلی حدیث میں تو سزا سے بچنے کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرنے کی وجہ سے آگ سے محفوظ رکھے گا۔یہاں فرمایا کہ جنت میں داخل کردے گا۔نہ صرف سزا سے بچائے گا بلکہ انعامات سے بھی نوازے گا۔تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے دینے کے طریقے۔

پھر ایک روایت میں اس کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی مدد کے وقت اسے اکیلا چھوڑتا ہے۔اور جو اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں لگا رہتا ہے۔اور جس نے کسی مسلمان سے اس کی تکلیف دُور کی تو اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کے دن کی تکالیف میں سے تکالیف دور کردے گا۔اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کے روز پردہ پوشی فرمائے گا۔

(صحیح بخاری کتا ب المظالم باب لا یظلم المسلم المسلم ولا یسلمه ۔حدیث نمبر 2442)

تو یہ ہیں وہ معیار جو حقیقی مسلمان کے ہونے چاہئیں، ایک احمدی کے ہونے چاہئیں۔ بلکہ ہم نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جمع ہو کر بیعت کر کے ان سب برائیوں سے بچنے کا عہد بھی کیا ہے۔اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا فرماتے ہیں۔

آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ:’’مَیں دیکھتا ہوں کہ جماعت میں باہم نزاعیں بھی ہو جاتی ہیں‘‘۔(آپس میں جھگڑے ہو جاتے ہیں جماعت میں)’’اور معمولی نزاع سے ایک دوسرے کی عزت پر حملہ کرنے لگتا ہے‘‘ چھوٹے چھوٹے جھگڑے ہوتے ہیں لیکن ان چھوٹے جھگڑوں کی وجہ سے ایک دوسرے کی عزت پر بھی حملہ کرنے لگ جاتے ہیں’’ اور اپنے بھائی سے لڑتا ہے۔یہ بہت ہی نامناسب حرکت ہے۔یہ نہیں ہونا چاہئے۔بلکہ ایک اگر اپنی غلطی کا اعتراف کر لے تو کیا حرج ہے۔بعض آدمی ذرا ذرا سی بات پر دوسرے کی ذلت کا اقرار کئے بغیر پیچھا نہیں چھوڑتے۔ان باتوں سے پرہیز کرنا لازم ہے۔خدا تعالیٰ کا نام ستّار ہے۔پھر یہ کیوں اپنے بھائی پر رحم نہیں کرتا اور عفو اور پردہ پوشی سے کام نہیں لیتا۔چاہئے کہ اپنے بھائی کی پردہ پوشی کرے اور اس کی عزت و آبرو پر حملہ نہ کرے‘‘۔

فرماتے ہیں کہ’’ ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا‘‘۔(پرانی روایتیں، حکایتیں ہوتی ہیں)’’ ایک مُلّاں نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے۔بادشاہ نے اُس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ(ٹھیک ہے بعد میں اس کو دیکھ لوں گا)’’ اس کو کاٹ دیا جائے گا۔جب وہ چلا گیا تو اس دائرہ کو کاٹ دیا۔جب بادشاہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا‘‘(بجائے لفظ کاٹنے کے آپ نے دائرہ کاٹ دیا۔)’’ تو اس نے کہا کہ دراصل وہ(مُلّاں) غلطی پر تھا مگر مَیں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے‘‘۔(باوجود اختیارات ہونے کے اس نے یہ عاجزی دکھائی۔برداشت کا حوصلہ دکھایا کہ تم باوجود میری رعیت ہونے کے میرے سامنے کس طرح بول سکتے ہو۔پھر بھی اس کی ستاری کر لی، اسے اپنے سامنے شرمندہ ہونے سے بچا لیا کہ ٹھیک ہے تم کہتے ہو تو مَیں اس پر دائرہ لگا دیتا ہوں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہ معیار ہونا چاہئے۔)

فرمایا’’ یہ بڑی رعونت کی جڑ اور بیماری ہے کہ دوسرے کی خطا پکڑ کر اشتہار دے دیا جاوے۔ایسے امور سے نفس خراب ہو جاتا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔غرض یہ سب امور تقویٰ میں داخل ہیں اور اندرونی بیرونی امور میں تقویٰ سے کام لینے والا فرشتوں میں داخل کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی سرکشی باقی نہیں رہ جاتی‘‘۔فرشتوں کا کام تو اطاعت ہے۔تقویٰ کا یہ معیار ہو گا تو فرشتوں میں داخل ہو جائے گا۔اس میں کوئی کسی قسم کی سرکشی باقی نہیں رہتی۔’’ تقویٰ حاصل کرو کیونکہ تقویٰ کے بعد ہی خدا تعالیٰ کی برکتیں آتی ہیں۔متقی دنیا کی بلاؤں سے بچایا جاتا ہے‘‘۔(آج کل ہر کسی پر بیشمار بلائیں، مصیبتیں، ابتلائیں آتی رہتی ہیں۔فرمایا تقویٰ اختیار کرو تو بلاؤں سے بچائے جاؤ گے۔)’’ خدا ان کا پردہ پوش ہو جاتا ہے۔جب تک یہ طریق اختیار نہ کیا جاوے کچھ فائدہ نہیں۔ایسے لوگ میری بیعت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔فائدہ ہو بھی تو کس طرح جبکہ ایک ظلم تو اندر ہی رہا‘‘۔(اگر پردہ پوشی نہیں۔فرمایا: یہ بھی ایک ظلم ہے باقی جو نیکیاں کر بھی لیں۔بیعت بھی کر لی تو یہ ظلم اگر اندر دل میں رہا تو فائدہ نہیں ہو سکتا)۔فرمایا کہ’’ اگر وہی جوش، رعونت، تکبر، عُجب، ریا کاری، سریع الغضب ہونا باقی ہے جو دوسروں میں بھی ہے تو پھر فرق ہی کیا ہے؟‘‘۔(تکبر بھی پیدا ہو رہا ہے۔بناوٹ اور تصنع بھی ہے فوری طور پر غصے میں آ جانا بھی ہے تو فرق کیا ہوا) فرمایا’’ سعید(نیک فطرت) اگر ایک ہی ہو اور وہ سارے گاؤں میں ایک ہی ہو تو لوگ کرامت کی طرح اس سے متأثر ہوں گے۔نیک انسان جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نیکی اختیار کرتا ہے اس میں ایک ربّانی رعب ہوتا ہے اور دلوں میں پڑ جاتا ہے کہ یہ باخدا ہے۔یہ بالکل سچی بات ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے خدا تعالیٰ اپنی عظمت سے اس کو حصہ دیتا ہے اور یہی طریق نیک بختی کا ہے۔

پس یاد رکھو کہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھائیوں کو دکھ دینا ٹھیک نہیں ہے۔آنحضرت ﷺ جمیع اخلاق کے مُتَمِّمْ ہیں‘‘۔(آپ میں سب اخلاق جمع ہوئے ہوئے ہیں)’’ اور اس وقت خدا تعالیٰ نے آخری نمونہ آپؐ کے اخلاق کا قائم کیا ہے۔اس وقت بھی اگر وہی درندگی رہی تو پھر سخت افسوس اور کم نصیبی ہے‘‘۔(اب آخرین کے ساتھ مل کے جو پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں اس سے فائدہ اٹھاؤ۔) فرمایا کہ’’ پس دوسروں پر عیب نہ لگاؤ کیونکہ بعض اوقات انسان دوسروں پر عیب لگا کر خود اس میں گرفتار ہو جاتا ہے اگر وہ عیب اس میں نہیں۔لیکن اگر وہ عیب سچ مچ اس میں ہے تو اس کا معاملہ پھر خدا تعالیٰ سے ہے۔بہت سے آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اپنے بھائیوں پر معاً ناپاک الزام لگا دیتے ہیں‘‘۔(ذرا سی بات ہوئی فوری طور پر الزام لگا دیا اور بڑا گندہ قسم کا الزام لگا دیا)۔’’ ان باتوں سے پرہیز کرو۔بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاؤ اور اپنے بھائیوں سے ہمدردی، ہمسایوں سے نیک سلوک کرو اور اپنے بھائیوں سے نیک معاشرت کرو اور سب سے پہلے شرک سے بچو کہ یہ تقویٰ کی ابتدائی اینٹ ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 571 تا 573 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

یہ ساری برائیاں جو پیدا ہوتی ہیں۔اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ مخفی شرک ہوتا ہے۔اگر خدا تعالیٰ کا خوف ہو اور علم ہو کہ وہ دیکھ رہا ہے اور میری ہر بات کا اس کو علم ہے تو کبھی اس قسم کی حرکت انسان کر ہی نہیں سکتا جو اس کو برائیوں کی طرف لے جا رہی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی پردہ پوشی کرنے اور پردہ دری نہ کرنے کے بارے میں کتنا کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ایک آیت میں آتا ہے۔یٰٓاَ یُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا ۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوْا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ (الحجرات:13) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو۔یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں اور تجسس نہ کیا کرو اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔کیا تم میں کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت میں جس ظن کا ذکر کیا گیا ہے وہ بدظنی پر بنیاد رکھتا ہے۔دنیا میں برائیاں پھیلانے میں بدظنی کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔بدظنی کی وجہ سے ایک دوسرے کے عیب تلاش کئے جاتے ہیں تا کہ اس طرح اسے نیچا دکھایا جائے، اسے بدنام کیا جائے۔اس لئے فرمایا کہ آپس کے تعلقات کے جو معاملات ہیں لوگوں کے ذاتی معاملات ہیں، ان کے معاملہ میں تجسس نہ کرو۔یہ تجسس خدا تعالیٰ کو ناپسند ہے۔اس تجسس کے بعد پھر اگلا سٹیپ (Step) کیا ہو گا، اگلا قدم کیا ہو گا کہ اپنی مجالس میں بیٹھ کر پھر ہجو کرو گے، دوسرے کی چغلیاں کرو گے۔وہ باتیں جو دوسرے کے بارہ میں معلوم ہوتی ہیں اور جو دوسرے شخص کو بدنام کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔یہ غیبت ہیں۔اور اللہ تعالیٰ تو پردہ پوشی کرنے والا ہے۔اور جن باتوں کی اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی کی ہوئی ہے تم نے تجسس کر کے ان کو باہر نکالا اور پھر اس کا ذکر شروع کر دیا۔یہ اللہ تعالیٰ کو انتہائی سخت ناپسند ہے۔جس چیز کی اللہ تعالیٰ نے پردہ پوشی فرمائی ہو اس کے بارہ میں کسی انسان کو حق نہیں پہنچتا کہ اس کی پردہ دری کرے۔اس لئے جو حدیث مَیں نے پڑھی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو دوسرے کی پردہ پوشی نہیں کرتا اسے مَیں سزا دوں گا۔کیونکہ یہ پردہ پوشی نہ کرنا جہاں دوسرے کو بدنام کرنے اور اسے دنیا کے سامنے ننگا کرنے کا باعث بنے گی وہاں معاشرے میں فساد پھیلے گا۔جب کسی کے بارہ میں راز کی باتیں بتائی جائیں گی۔اس کی راز کی باتیں تلاش کر کے لوگوں کو بتائی جائیں گی۔اس کا ردّ عمل سختی کی صورت میں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بھی ہوسکتا ہے جس سے پھر دشمنیاں بڑھتی چلی جائیں گی۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپس میں پیار اور محبت کے نمونے قائم کرو۔ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ کے نظارے تم میں نظر آنے چاہئیں۔ دوسرے، ان رازوں کے فاش ہونے سے جن لوگوں کے بارہ میں باتیں کی گئیں، جن کے راز فاش کئے گئے ان کی باتوں کی بناء پر آپس میں تعلقات خراب ہوسکتے ہیں۔ پہلی بات، جب ایک فریق کی پردہ دری کرو گے تو دوسرا فریق بھی غصہ میں آئے گا فساد اور لڑائیاں پیدا ہوں گی۔ دوسری بات، جو باتیں کی گئیں بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ کسی میں پھوٹ ڈالنے والی ہوتی ہیں ان کے تعلقات خراب ہوں گے۔ دو دلوں میں پھوٹ ڈالنے والے بنو گے۔ مثلاً یہ کہہ دیا کہ تمہارا فلاں رشتہ دار فلاں دوست یا فلاں شخص فلاں موقع پر اس نے تمہارے متعلق یہ بات کی تھی مجھے اب پتہ لگی ہے۔ تو اگر اس شخص نے حقیقت میں یہ چغلی فلاں وقت میں کسی کے خلاف کی بھی تھی تو سننے والے نے اسی وقت اس کو کیوں نصیحت نہیں کر دی اور اس معاملے کو دبا دیا، سمجھا دیا۔ اور اگر سمجھانے کی طاقت نہیں تھی تو کیوں نہ اس کے بارہ میں دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کرے۔ لیکن اب وہ بات کر کے وہی شخص (یہ بات پھیلانے والا جو ہے) وہ چغلی کر رہا ہے۔ یہ چغلی کرنے والا شخص ایک تو چغلی کے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ پردہ پوشی نہ کرنے کے گناہ کا مرتکب ہو رہا ہے اور دوسرے فساد کا پیدا کرنے والا بن رہا ہے اور فساد کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فتنہ جو ہے یہ تو قتل سے بھی زیادہ شدید ہے۔ اور پھر ایک بات یہ کہ اس طرح چغلی کرنے والا معاشرے میں فحشاء کو پھیلانے کا باعث بن رہا ہے، برائیوں کے پھیلانے کا باعث بن رہا ہے۔ کیونکہ وہ بات جس کا ذکر کیا جا رہا ہے اگر بری ہے، گناہ ہے تو کمزوروں کے لئے، کمزور ایمانوں کے لئے بعض دفعہ، نوجوانوں کے لئے ترغیب بن جاتی ہے کہ چلو اس نے بھی اس طرح کیا تھا تو ہم بھی کر دیکھیں۔ ایک برائی ظاہر ہو رہی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (النور:20) یقیناً جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنوں میں بدی پھیل جائے ان کے لئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بڑا دردناک عذاب ہے۔ اب دیکھیں کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ حیا پسند کرتا ہے پردہ پوشی پسند کرتا ہے اپنے بندوں کو بخشنا پسند کرتا ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کے لئے جو پردہ دری کرنا چاہتے ہیں جو اس وجہ سے دنیا میں بے حیائی کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ جو مومنوں میں ایک بدی کے اظہار سے بدی پھیلانا چاہتے ہیں۔ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو باتیں کر کے پھیلاتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو سر عام کرنے والے ہیں۔ تو ان کے متعلق فرمایا کہ ان کو دنیا اور آخرت میں عذاب کی خبر ہے۔ کیونکہ جب معاشرے میں سر عام برائیاں پھیلیں گی۔ ان کے چرچے ہونے لگ جائیں گے اور ایک دوسرے کے ننگ ظاہر کرنے شروع کر دیئے جائیں گے تو پھر حیا کے معیار ختم ہو جاتے ہیں۔ اس معاشرہ میں جو یہ مغربی معاشرہ ہے اس میں جو سر عام بعض حرکتیں ہوتی ہیں وہ اس لئے ہیں کہ حیا نہیں رہی اور اب تو ٹیلی ویژن اور دوسرے میڈیا نے ساری دنیا کو اسی طرح بے حیا کر دیا ہے اور اسے آزادی کا نام دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے ننگ اور بے حیائی جو ہے وہ اگلی نسلوں میں بھی منتقل ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض دفعہ بعض جگہ بعض احمدی بھی اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اسی لئے اسلام نے پردہ اور حیا پر بہت زور دیا ہے اور ساتھ ہی دوسروں کو بھی کہہ دیا ہے کہ تم ان کے عیب تلاش کرنے کی جستجو نہ کرو اور پھر اس کو پھیلاؤ نہ۔ اگر کسی کا کوئی عیب علم میں آجاتا ہے اور یہ اتنا بے حیا ہے کہ سامنے بھی کر رہا اور بار بار اس کو پھیلاتا بھی چلا جا رہا ہے۔ تو جماعتی نظام ہے، متعلقہ عہدیدار ہے، یا نظام کو اس کی اطلاع کر دو اور خاموش رہو۔ تم نے اپنا فرض پورا کر دیا اور اس کے لئے دعا کرو۔ اگر تم باتیں کر کے، باتوں کے مزے لے کے اس جرم کو پھیلانے کا موجب بن رہے ہو تو پھر تقویٰ سے دور جا رہے ہو اور اگر بالفرض کسی کے بارے میں کوئی برائی اتفاق سے علم میں آجائے اور اس کے بعد اس شخص نے اس برائی سے توبہ بھی کر لی ہو لیکن پھر بھی کسی مخالفت کی وجہ سے، کسی موقع کے ہاتھ آ جانے پر، اس برائی کا علم کسی شخص کو ہو جاتا ہے اور وہ اس کی تشہیر کرتا ہے تو وہ نہ صرف پردہ دری کا مرتکب ہو رہا ہے بلکہ فرمایا کہ چغلی کر کے تم وہ حرکت کر رہے ہو جیسے کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہا ہو۔

پس معاشرے کو ہر قسم کے فساد سے بچانے کے لئے اور اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے پردہ پوشی انتہائی ضروری ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا اگر اصلاح کی غرض ہے تو دعا کے ساتھ متعلقہ عہدیدار کو اطلاع دینا ضروری ہے کہ برائی دیکھو جو ختم نہیں ہو رہی اور پھر اس عہدیدار کا فرض بن جاتا ہے کہ بصیغہ راز تمام معاملہ رکھ کے اس کی اصلاح کی کوشش کرے اور اگر پھر کسی نے برائی پر ضد نہیں پکڑی تو حتی الوسع کوشش کرے (یہ عہدیداران کا بھی کام ہے) کہ بات باہر نہ نکلے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ کسی بھائی کا عیب دیکھ کر اس کے لئے دعا کریں۔ لیکن اگر وہ دعا نہیں کرتے اور اس کو بیان کر کے دُور سلسلہ چلاتے ہیں تو گناہ کرتے ہیں۔ کونسا ایسا عیب ہے جو کہ دُور نہیں ہوسکتا اس لئے ہمیشہ دُعا کے ذریعہ سے دوسرے بھائی کی مدد کرنی چاہئے۔‘‘

فرمایا کہ ’’آنحضرت ﷺ سے غیبت کا حال پوچھا تو فرمایا کہ کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اسے بُرا لگے یہ غیبت ہے۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے اور تُو بیان کرتا ہے تو اس کا نام بہتان ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۔ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا (الحجرات:13) اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے‘‘۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ’’بات یہ ہے کہ ابھی جماعت کی ابتدائی حالت ہے‘‘۔ (یہ اس وقت کا ذکر ہے لیکن اب 120 سال گزرنے کے بعد بھی، بعض دفعہ جب زمانہ نبی سے دُور چلا جاتا ہے تو پھر وہ برائیاں دوبارہ عود کرتی ہیں، پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جوں جوں جماعت کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، مختلف قسم کے لوگ آتے جا رہے ہیں۔ بعض اپنی برائیوں کو بعض دفعہ صحیح طرح صاف نہیں کر سکتے۔ بعض پرانے احمدی صحیح طرح دین پر قائم نہیں، تقویٰ کی روح کو نہیں سمجھنے والے، وہ برائیاں پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ اس لئے پھر وہ دَور جو ہے بڑا خطرناک دور ہے۔ اس میں پھر ہمیں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اس بات کو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی بڑی توجہ سے یاد کر کے اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

فرمایا کہ ’’بعض کمزور ہیں (جماعت میں) جیسے سخت بیماری سے کوئی اٹھتا ہے۔ بعض میں کچھ طاقت آ گئی ہے۔ پس چاہئے کہ جسے کمزور پاوے اسے خفیہ نصیحت کرے۔‘‘ اگر انسان کو حقیقی ہمدردی ہے جماعت سے اور اصلاح کرنا چاہتا ہے تو جس اپنے بھائی کو کمزور دیکھو بجائے اس کے کہ اس کی پردہ دری کرو، اس کے رازوں کو فاش کرو، اس کی برائیوں کو اچھالو، اسے نصیحت کرو۔ خاموشی سے، خفیہ طور پر سمجھاؤ۔ ہمدردی اور دوستی کے رنگ میں۔ ’’اگر نہ مانے تو اس کے لئے دعا کرو اور اگر دونوں باتوں سے فائدہ نہ ہو تو قضا و قدر کا معاملہ سمجھے۔ جب خدا تعالیٰ نے اس کو قبول کیا ہوا ہے تو تم کو چاہئے کہ کسی کا عیب دیکھ کر سر دست جوش نہ دکھلایا جاوے۔ ممکن ہے کہ وہ درست ہو جاوے‘‘۔ (جیسا کہ پہلے مَیں نے بتایا کہ اب جماعتی نظام بھی فعال ہو چکا ہے۔ یہاں زیادہ سے زیادہ بتایا جا سکتا ہے اور پھر جماعتی نظام کا کام ہے کہ وہ بھی انتہائی راز ہی رکھتے ہوئے ایسے معاملات کو ڈیل (Deal) کریں نہ کہ دنیا کو پتہ لگتا رہے)۔ فرمایا کہ ’’بہت سے چور اور زانی آخر کار قطب اور ابدال بن گئے۔ جلدی اور عجلت سے کسی کو ترک کر دینا ہمارا طریق نہیں ہے۔ کسی کا بچہ خراب ہو تو اس کی اصلاح کے لئے وہ پوری کوشش کرتا ہے۔ ایسے ہی اپنے کسی بھائی کو ترک نہ کرنا چاہئے بلکہ اس کی اصلاح کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو۔ بلکہ وہ فرماتا ہے کہ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (سورۃ البلد:18) کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مَرْحَمَه یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم 40 دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو‘‘۔ فرمایا ’’تمہیں چاہئے کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ بنو۔ ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ عیب کے حامی بنو بلکہ یہ کہ اشاعت اور غیبت نہ کرو کیونکہ کتاب اللہ میں جیسا آ گیا ہے تو یہ گناہ ہے کہ اس کی اشاعت اور غیبت کی جاوے۔

شیخ سعدیؒ کے دو شاگرد تھے ایک ان میں سے حقائق و معارف بیان کرتا تھا دوسرا جلا بھنا کرتا تھا۔ آخر پہلے نے سعدی سے بیان کیا کہ جب مَیں کچھ بیان کرتا ہوں تو دوسرا جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ شیخ نے جواب دیا کہ ایک نے تو راہ دوزخ کی اختیار کی کہ (تمہارے سے) حسد کیا اور تو نے (اس کی) غیبت کی‘‘۔ اس کا راز مجھے بتایا کہ یہ غیبت تھی، یہ برائی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ ’’غرضیکہ یہ سلسلہ چل نہیں سکتا جب تک رحم، دعا، ستاری اور مرحمہ آپس میں نہ ہو‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 60-61۔ جدید ایڈیشن۔ مطبوعہ ربوہ)

یہ چیزیں ہمیں جماعت میں پیدا کرنی چاہئیں اور جوں جوں جماعت بڑھ رہی ہے اس کے لئے خاص کوشش بھی کرنی چاہئے، نہ یہ کہ جھگڑوں کو زیادہ بڑھایا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مختلف جگہ پر بار بار جماعت کو دعا اور ستاری کے بارہ میں نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ان تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کی صفت ستّاری سے ہمیشہ حصہ لیتے رہنے والے بنے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فضل فرماتے ہوئے ہمارے دلوں میں تمام برائیوں سے نفرت پیدا کر دے اور ہمیشہ ہم نیکیوں کی طرف قدم مارنے والے ہوں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا جو مقصد ہے اس کو پورا کرنے والے بنیں۔ آمین

بقیہ:2008ء میں پاکستان کے نامور اردو اخبارات میں جماعت احمدیہ کی مخالفت میں شائع ہونے والی خبروں کے حوالے سے ایک رپورٹ از صفحہ نمبر 2

۞...... روزنامہ نوائے وقت 15/ستمبر 2008ء:

ننکانہ صاحب میں قادیانیوں کے ہاتھوں شہید ہونے والے مجاہد ختم نبوت کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ (قاری شبیر احمد عثمانی)

۞...... روزنامہ پاکستان 15/ستمبر 2008ء:

بھٹو کے بیٹوں اور بیٹی کو مرزائیوں کی امریکی لابی نے شہید کرایا۔

۞......روزنامہ ایکسپریس 6/ستمبر 2008ء:

قادیانی سازش کے تحت گرڈ سٹیشن نہیں بننے دے رہے۔(امیر حسین)

۞......روزنامہ جنگ 27/جولائی 2008ء:

قادیانیوں نے آزاد کشمیر میں اپنی سرگرمیاں تیز کردی ہیں (پیر عتیق الرحمن)

۞......روزنامہ نوائے وقت 24/مئی 2008ء:

قادیانیت کے صد سالہ جشن کی تقریبات ملکی امن تباہ کرنے کی سازش ہے۔27/مئی کو چناب نگر میں جشن کی تیاریاں جاری ہیں۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو گرفتار کیا جائے۔ فی الفور پابندی نہ لگائی گئی تو حالات کی ذمہ دار حکومت ہوگی۔

۞......روزنامہ ایکسپریس 21/اپریل 2008ء:

قادیانی کھیلوں کی آڑ میں ارتدادی تبلیغ کرتے ہیں۔(قاری یامین)

کھلاڑیوں کو دولت کا لالچ دے کر قادیانی بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔پابندی لگائی جائے۔(حافظ یوسف،غلام مصطفی)

۞......روزنامہ نوائے وقت 7/جون 2008ء:

قادیانی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں۔

۞......روزنامہ ایکسپریس۔فیصل آباد۔11/مارچ 2008ء:

گستاخانہ خاکوں کے پیچھے قادیانی ہاتھ ہے(عالمی ختم نبوت تحریک)

عالمی سطح پر احتجاج کیا جائے گا۔ (عبدالحفیظ مکی، مولانا لدھیانوی ، سراج و دیگر کی پریس کانفرنس)

۞......روزنامہ نوائے وقت 16/جون 2008ء:

مغرب کے ایجنٹ قادیانی پاکستان اور اسلام مخالف سازشوں میں پیش پیش ہیں۔ (حافظ عبدالعلیم یزدانی)

۞......روزنامہ نوائے وقت 8/مارچ 2008ء:

قادیانی ملک میں اپنا اثر ورسوخ بڑھانے کی سازش کررہے ہیں۔

۞......روزنامہ نوائے وقت 28/اکتوبر 2008ء:

قادیانی اندرون وبیرون ملک اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کررہے ہیں۔(قاری ابوبکر صدیق)

۞......روزنامہ نوائے وقت 3/جولائی 2008ء:

قادیانیوں نے بلوچستان کو اپنی سٹیٹ بنانے کا منصوبہ بنا رکھا ہے۔(مولانا الله یار)

وطن دشمن ٹولے نے مذموم خواہش کی تکمیل کے لئے منصوبہ بندی شروع کردی۔امریکہ مدد کررہا ہے۔

قادیانی جماعت نے گوادر میں مختلف لوگوں کے نام پر کثیر تعداد میں پلاٹ خرید رکھے ہیں(پریس کانفرنس)

۞......روزنامہ ایکسپریس 7/جولائی 2008ء:

لال مسجد آپریشن میں قادیانی افسروں نے کلیدی کردار ادا کیا۔(جماعت اسلامی)

۞......روزنامہ ایکسپریس 29/جون 2008ء:

قبائلی علاقوں میں حالات قادیانی خراب کر رہے ہیں۔(مجلس تحفظ ختم نبوت)

سابق دور میں سازش کے تحت قادیانی کلیدی عہدوں پر فائز کئے گئے۔(عزیز جالندھری کا اجتماع سے خطاب)

۞......روزنامہ نوائے وقت 8/جون 2008ء:

قادیانی سازش کے تحت ملک میں افراتفری پھیلانے کے لئے کوشاں ہیں۔چناب نگر سمیت متعدد مقامات پر قادیانیوں کا جشن منانا طے شدہ منصوبے کا حصہ ہے ۔(عبداللطیف خالد)

۞......روزنامہ نوائے وقت 4/دسمبر 2008ء:

قادیانی جماعت انجمن احمدیہ اکھنڈ بھارت کی قائل ہے۔(مولوی فقیر محمد)

چناب نگر میں امانتاً دفن مرزا بشیر الدین محمود کو قادیانی اپنے شہر قادیان کیوں نہیں لے جاتے؟

ان تمام بے بنیاد وشر انگیز بیانات پر مبنی خبروں کی اشاعت کا مقصد معصوم احمدیوں کے خلاف لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا کرنا ہے۔جس کی پاداش میں جماعت احمدیہ کے لوگ جانی ومالی نقصان اٹھاتے رہتے ہیں۔اوران بیانات کے دباؤ میں آ کر حکومت وقت بھی مجبور ہو جاتی ہے کہ وہ اس پُر امن جماعت پر پابندیاں عائد کرے۔ان تمام پابندیوں اور مشکلات کے باوجود جماعت احمدیہ نے ہمیشہ صبر کا دامن تھامے رکھا اور کبھی بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی۔ جماعت احمدیہ ہمیشہ سے ایک ہی پیغام دیتی آئی ہے کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں............!

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے تمام احمدیوں کو مولویوں اور ان کے ہم خیال لوگوں کے جھوٹے اور شر انگیز پراپیگنڈا کے بداثرات سے محفوظ رکھے۔شریروں کو خود پکڑے اور عبرت کا نشان بنائے اور عوام الناس کو توفیق بخشے کہ وہ فتنہ پرور مُلّاؤں کے چنگل سے نجات حاصل کریں اور حق وصداقت کو دیکھ سکیں۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

لیسٹر(Licester)(برطانیہ)میں

امن سمپوزیم کا انعقاد

(رپورٹ :غلام احمد خادم۔ مبلغ سلسلہ لیسٹر)

اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان سے جماعت احمدیہ لیسٹر (Licester) کو 22/نومبر 2008ء کو Braunstone Civic Centre میں ایک امن کانفرنس (Peace Symposium) کے انعقاد کی توفیق ملی جو بہت کامیاب رہا۔

ہال میں مہمانوں کے لئے انتظام کیا گیا تھا جس میں ایک نمائش کے ذریعہ چارٹس، پوسٹرز اور کتب کی صورت میں خوبصورت طریق پر پیش کیا گیا تھا۔ اور خلفائے سلسلہ احمدیہ کے پیغامات کو ویڈیو کے ذریعہ پیش کیا گیا تھا۔

تقریب کا آغاز مکرم سید منصور شاہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ یوکے کی زیر صدارت ہوا۔تلاوت قرآن کریم اور اس کے انگریزی ترجمہ کے بعد مکرم مرزا حبیب احمد صاحب نے تمام مہمانوں کا استقبال کیا اور سٹیج پر بیٹھے ہوئے خصوصی مہمانوں کا تعارف کروایا جن میں پروفیسر Mr Richard Bonney جو کہ اسلامک ورلڈ آرگنائزیشن کے چیئرمین ہیں۔ Mr. Resham SinghMBE لیسٹر کونسل آف فیتھ کے وائس چیئرمین، بشپ Rev. Tim Stevens آف لیسٹر اور Mr.Manzoor Mughal لیسٹر مسلم فورم کے چیئرمین کے علاوہ علاقہ کے میئر بھی شامل تھے۔

تعارف کے بعد مذکورہ مہمانوں نے حاضرین سے خطاب کیا اور دنیا میں امن کی ضرورت اور اہمیت کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے بعض تجاویز پیش کیں جن سے دنیا میں امن آسکتا ہے۔ایک بات مشترکہ طور پر یہ پیش کی گئی کہ ایک دوسرے سے مل کر، ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر، ایک دوسرے کے نقطہ نگاہ کو سن کر بلا امتیاز مذہب وعقیدہ ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کیا جائے۔

اس کانفرنس کے انعقاد سے قبل Licester Mercury اخبار میں جماعت احمدیہ کے تعارف پر مشتمل ایک مضمون شائع ہوا۔ پروفیسر بونی صاحب اپنے ساتھ اس کی کٹنگ لائے تھے اور اس کا حوالہ دے کر کہا کہ جماعت احمدیہ کے ماٹو Love for all Hatred for None پر عمل کریں تو دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے۔

آج کی اس امن کانفرنس کے مرکزی مقرر مکرم عطاء المجیب صاحب راشد، امام مسجد فضل لندن تھے جنہوں نے خطاب کیا جس کو تمام مہمانوں نے توجہ سے سنا۔آپ نے اس موضوع پر قرآن کریم اور سنت نبوی اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں جو باتیں پیش کیں وہ ہر گھر کی تصویر کے طور پر ہر ذہن میں آواز بننے لگیں۔

آپ نے کہا کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے لہذا دنیا کے امن کے لئے اسلام نے جو تعلیم دی ہے اس پر عمل پیرا ہونا ہی امن کی ضمانت ہے۔

آپ نے کہا کہ دنیا کے ہر انسان کا خدا تعالیٰ سے جو خالق ومالک ہے سچا تعلق قائم ہونا ہی امن کی ضمانت ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمام قوموں کی طرف انبیاء مبعوث فرمائے۔

آپ نے فرمایا کہ امن کے لئے ہماری اہلی اور عائلی زندگی میں توازن ضروری ہے۔میاں بیوی میں ایک دوسرے پر اعتماد اور وفاداری ہوگی تو گھریلو سکون کی فضا میں پروان چڑھنے والی نسلیں پیدا ہوں گی جن کا نمونہ بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور حیات طیبہ میں نظر آتا ہے جس کی بہت سے مثالیں آپ نے پیش کیں۔

آپ نے کہا کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اسلام کی تعلیم ہماری رہنما ہے۔اسلام بدامنی یا اپنے حقوق کے حصول لئے خودکشی کی ہرگز تعلیم نہیں دیتا بلکہ کوئی مذہب بھی اس کی تعلیم نہیں دیتا۔اس لئے اگر کوئی شخص ایسی حرکات کرتا ہے تو اس کو اس کے مذہب کے ساتھ منسلک نہیں کرنا چاہئے۔

اس خطاب کے بعد صدر مجلس مکرم سید منصور شاہ صاحب نے مختصراً بتایا کہ جماعت احمدیہ ہر میدان میں اور ہر لیول پر قیام امن کی کوشش کرتی رہتی ہے اور اس کے نتائج بہت اچھے ہوتے ہیں۔اور ایسی کانفرنسوں کے انعقاد کی اصل وجہ ہی یہی ہے کہ امن کی تعلیم کو عام کیا جائے۔

اس کانفرنس میں غیر از جماعت مہمانوں کی تعداد 82 تھی اور ریجن سے آئے ہوئے مہمانان کرام اور احباب جماعت کو شامل کر کے کل حاضری 240 تھی۔

کھانے کے بعد کافی دیر تک مہمان احمدی احباب کے ساتھ گھل مل کر اپنے سوال وجواب اور اپنے تاثرات کا اظہار کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ اس کانفرنس کے انعقاد کو جماعت کے لئے ہر لحاظ سے بابرکت کرے اور مثمر بثمرات حسنہ ہو۔

۞۞۞۞۞۞

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس(30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس(45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ(65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

امریکہ میں عورتوں کا قبولیتِ اسلام

(ترجمہ و تلخیص:ڈاکٹر شمیم احمد)

دوسری اور آخری قسط

قبولِ اسلام کی مختلف وجوہات

اس مضمون میں اس بات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے کہ کیوں عوتوں نے اسلام قبول کیا جس کا خلاصہ درجِ ذیل ہے۔مختلف عورتوں کو مختلف باتوں نے اسلام کی طرف مائل کیا۔

1۔ بعض عورتوں نے کہا کہ اسلامی طرزِ زندگی اوراس کا ڈسپلن ان کے لئے بہت اہم تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اسلام قبول کیا۔اسلام میں روزمرہ کی زندگی گزارنے کی جو ہدایات ہیں ان پر انسان عمل کر کے گری ہوئی سوسائٹی کے بداثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔اسلامی عبادات،اخلاقی پاکیزگی اور ماحول کی ذمہ داری ایسی چیزیں تھیں جن کی وجہ سے وہ اسلام کی طرف مائل ہوئیں۔

2۔ بعض کے نزدیک عفت،عصمت اور حیا کی تعلیم نے انہیں اسلام کی طرف راغب کیا۔ایک عورت نے کہا کہ وہ پہلے سے ہی اسلام کی تعلیم پر عمل پیرا تھی صرف اسے احساس نہیں تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ان باتوں پر عمل کرنا زندگی کی معراج حاصل کرنے کے مترادف ہے۔

3۔ اسلامی اخوت کے رشتہ میں منسلک ہو جانا ایک اوراہم وجہ ہے جس نے عورتوں کواسلام قبول کرنے پر مائل کیا۔بعض نے کہا کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے انہیں کمیونٹی کا کوئی احساس نہیں تھا مگر اسلام قبول کرنے کے بعدانہیں کمیونٹی میں جوعزت واحترام اورمقام ملااس سے وہ بہت متاثر ہوئیں۔اسلام قبول کرنے سے قبل سوسائٹی کی مروجہ اقدار ان کے لئے بہت مشکل تھیں مثلاً کس قسم کا لباس پہننا ہے،کیسے جاذب نظر بن کے رہنا ہے اورلوگ انہیں کیسے دیکھتے ہیں،ان سب باتوں سے آزادی حاصل ہوگئی۔ایک اور نے کہا کہ ایسی سب باتوں سے چھٹکارہ حاصل کرکے اب سکون کی زندگی گذاررہی ہوں۔

4۔ بعض کو مسلمانوں کی عائلی زندگی اوراس کے بارہ میں تعلیم نے متاثر کیا۔عورت کا جومقام گھر میں ہے اور ایک بیوی یاماں کی حیثیت سے اسلام بیان کرتا ہے وہ ان کے لئے باعثِ کشش تھا۔مغرب میں خاندانی اقدار کی گراوٹ کے بعداسلام کی تعلیم ان کے لئے متاثر کن تھی۔

5۔ بعض کو اس بات نے متاثر کیا کہ اسلام مرد اورعورت کے حقوق پر جو روشنی ڈالتا ہے اور بتاتا ہے کہ دونوں بحیثیت انسان برابر ہیں مگرقرآن جنسی تفریق کو بھی تسلیم کرتا ہے اوردونوں پرمختلف ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔مرد کا دائرہ کار گھر سے باہر اورعورت کا گھر کے اندر ہے۔بعض عورتوں کے لئے یہ زیادہ قابلِ قبول تھا کہ وہ گھر کی بہترطور پر دیکھ بھال کریں اوربچوں کی صحیح تربیت کریں بجائے اس کے کہ وہ روزی کمانے کے لئے ماری ماری پھریں۔

6۔ بعض کے نزدیک امریکہ میں آزادیٔ نسواں کی تحریکات نے انہیں اسلام کی طرف مائل کیا۔عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ آزادیٔ نسواں کا مطلب عورتوں کی آزادی ہے کہ جو جی چاہے کریں مگر حقیقت میں ایسانہیں بلکہ یہ انسانی فطرت کے خلاف بات ہے۔اس کا مقصد صرف یہ ہوکررہ گیا ہے کہ عورتوں کوآزادی دے کرمرد اپنی معاشرتی،عائلی اور اقتصادی ذمہ داریوں سے آزاد ہو جائیں اورعورتوں پر وہ بوجھ لاددیں جوانہیں خود اٹھانے چائیں۔اس طرح عورتوں کوآزادی دینے کی بجائے زیادہ پابندیوں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔آزادیٔ نسواں کی تحریکات خودغرضی اورخود پرستی پر مبنی ہیں۔آزادیٔ نسواں عورت کو صرف اس بات کا سبق دیتی ہے کہ اس نے اپنی آزادی کو جس طرح بھی ہو برقرار رکھنا ہے اوراس کے عوض گھر،بچے،خاوند اورسوسائٹی اگر تباہ ہوتی ہے تو ہونے دو۔اس کے برعکس اسلام عورتوں کوان کے فطری حقوق دلاتا ہے۔

7۔ بعض عورتوں کو مغرب میں جنسی آزادی اور عورت کی جسمانی بناوٹ اوراسے دلکش بنا کر دوسروں کے سامنے پیش کرنا اور ہروقت اس کی نمائش کے اہتمام نے پریشان کررکھا تھا۔ایک عورت نے کہا کہ ’’وہ امریکہ میں ’’عورتوں کی منڈی‘‘ کا مال تھی جس کے جسم کو دوسروں کی تنقید کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور بتایا جاتا تھا کہ عورت کی قدرو قیمت صرف اس کی جسمانی کشش میں ہے جس کے بغیر وہ کچھ بھی نہیں‘‘۔بعض عورتوں کے نزدیک عورت مردوں کے لئے ایک جنسی کھلونا بن کررہ گئی ہے۔ایک عورت نے بتایا کہ جب وہ جوان ہوئی تو اسے مردوں کی بے پناہ توجہ نے پریشان کردیا مگر جب وہ مسلمان ہوئی اوراس نے اپنے آپ کو ان باتوں سے بچالیا تو اسے لگا کہ وہ ایک قابلِ احترام وجود بن گئی ہے۔

8۔ بعض عورتیں مغرب کی مادہ پرستی سے تنگ آ چکی تھیں۔ان کے نزدیک اسلام کی تعلیم میں مغرب کے اخلاقی بحران کا حل موجود ہے۔بعض شراب کی کثرت اور مردوں کے ساتھ اختلاط کو ناپسند کرتی تھیں،انہیں اسلام میں ایک ایسا راستہ نظر آیا جوانہیں امریکن سوسائٹی کی اخلاقی گراوٹ سے بچاسکتا تھااس لئے انہوں نے بڑی خوشی سے سوسائٹی کی طرف سے عطاکردہ ’’آزادی‘‘ کوخیرباد کہہ دیا۔

9۔ اس بات کا بھی جائزہ لیا گیا کہ جن عورتوں نے اسلام قبول کیا کیا وہ پہلے کسی خاص مذہبی ماحول سے منسلک تھیں مگرایسا ثابت نہیں ہوسکا۔جن عورتوں نے اسلام قبول کیا وہ امریکہ کے ہرطبقہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ان میں عیسائی اور یہودی بھی تھیں اور ایسی بھی تھیں جنہیں مذہب سے کوئی تعلق نہیں تھا مگر وہ ’’کسی چیز‘‘ کی تلاش میں تھیں۔

10۔ بعض امریکی عورتوں کو صوفی ازم نے اس لئے متاثر کیا کہ وہ امریکہ کی سوسائٹی سے تنگ آ چکی تھیں۔انہیں صوفی ازم میں وہ بات نظر آئی جس سے وہ اپنی سوسائٹی کے برعکس ماحول میں رہ سکتی تھیں۔یادرہے کہ امریکہ میں پچاس کے قریب صوفی گروپ موجود ہیں۔

امریکہ میں نئے اور پرانے مسلمانوں کے مابین تعلقات

اس مضمون میں اس بات کا بھی تفصیل سے جائزہ لیا گیا ہے کہ باہر سے آکر امریکہ میں آباد ہونے والے مسلمانوں اورامریکی نومسلم عورتوں کے آپس میں تعلقات کیسے ہیں۔امریکہ میں باہر سے آنے والے مسلمانوں کے بچے اپنے والدین کے مذہب اورکلچر پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں امریکہ کی ماڈرن اور غالب سوسائٹی کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔یہی حال نئے مسلمانوں کا ہے کہ وہ مذہب کی تبدیلی کے ساتھ مختلف ملکوں کے مسلم کلچر کو قبول کرتے ہیں جو کہ ان کے ماحول میں پائے جاتے ہیں۔امریکہ میں پیدا ہونے والی ایک مسلمان والدین کی بچی نے جو کالج میں پڑھتی ہے نے کہا کہ وہ نئی مسلمان ہونے والی عورتوں کے اسلام کے بارہ میں علم اور اسلامی احکامات کے دفاع کرنے سے متاثر ہوتی ہیں مگران کی مذہب میں بے پناہ دلچسپی سے ناراحتی بھی محسوس کرتی ہیں۔یہ بالکل اسی طرح ہے کہ بعض مسلمان طالب علم مسلم سٹوڈینٹ ایسوسی ایشن میں بات بات پرقرآن اورحدیث کا حوالہ دیتے ہیں جوایک قسم کی ناراحتی پیدا کرتی ہے۔

بعض عورتوں نے کہا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد انہیں شکوک وشبہات کی جگہ مذہب میں ایک مضبوط سچائی اور راستی حاصل ہوئی۔ان میں سے بعض کو لیڈرشپ کا موقعہ بھی ملا کہ وہ باہر سے آنے والے مسلمان اوران کے بچوں کوامریکہ کی سوسائٹی کے اندرون سے آگاہ کرسکیں۔وہ سوشل تقریبات،سنڈے سکول،سکاؤٹ گروپس اورقرآن سٹڈی گروپس کا بھی انعقاد کرتی ہیں۔بعض نئی مسلمان عورتیں اسلام کے لئے ایک نمائندہ بن جاتی ہیں۔ایک مسلمان عورت نے بتایا کہ ایسی عورتیں اسلامی سپیکر کے طور پر مناسب کردار ادا کرتی ہیں کیونکہ انہیں اسلام کے بارہ میں پیدائشی مسلمانوں کے مقابل زیادہ علم ہوتا ہے۔ایک نئی مسلمان جب اسلام کے حق میں بات کرتی ہے تو اس کی بات میں زیادہ وزن پیدا ہوجاتا ہے۔عورتوں کا اسلام قبول کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہوں نے امریکہ کے کلچر اورسوسائٹی کو رد کردیا ہے اوراس لحاظ سے ان کا لیڈرشپ کا رول زیادہ مناسب ہے۔چونکہ انہوں نے اسلام کواس کی خوبیوں کی وجہ قبول کیا ہوتا ہے اورابھی ان کے دلوں میں تازہ ہوتا ہے اس لئے ان میں تبلیغی مساعی کے لئے زیادہ جوش ہوتا ہے اوراپنے علم کی بناء پراسلام کے دفاع میں مضبوطی سے کھڑی ہوسکتی ہیں۔

بعض نومسلم عورتوں نے کہا کہ انہیں مسلمانوں میں گھل مل جانے میں کوئی مشکل نہیں ہوئی مگر بعض نے کہا کہ مسلم کمیونٹی میں اتنا دوستانہ ماحول نہیں ہے جتنا کہ ان کی کتابوں میں لکھا ہے۔بعض مساجد میں باہر سے آئی ہوئی مسلمان عورتوں کا رویہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا وہ اسلام کی روایات کی نگران ہیں اوروہ نئی مسلمان عورتوں کواپنے عربی یا پاکستانی سٹینڈرڈ کے مطابق ڈھالنا چاہتی ہیں۔بعض نو مسلم عورتوں نے کہا کہ انہیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ ان کی ہرحرکت اورسکون کا جائزہ لیا جاتا ہے۔باہر سے آئی ہوئی مسلم عورتوں کواس بات میں کوئی حجاب نہیں ہوتا کہ وہ نو مسلم عورتوں کو بتائیں کہ انہوں نے کس قسم کا لباس پہننا ہے اور یہ کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں،اپنے بالوں کی ہرلٹ کو پردے میں رکھیں اور مردوں سے بالکل علیحدہ ہو کر رہیں۔بہت سی عورتوں نے کہا کہ پرانی مسلمان عورتیں ایک قسم کا جتھا بنالیتی ہیں جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو مسلم برادری سے باہرنکالی ہوئی محسوس کرتی ہیں۔اُن سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پردہ،حیاء اورمتانت وسنجیدگی کا ایک نمونہ بن جائیں۔

پرانی مسلمان عورتیں بعض دفعہ نومسلم عورتوں سے اس لئے بھی چڑتی ہیں کہ نومسلم عورتیں انہیں کہتی ہیں کہ وہ اپنے خول سے باہرنکلیں اورکمیونٹی میں مذہب کی تبلیغ کریں اوراپنے اپنے حلقہ میں اسلام کی تعلیم سے لوگوں کوروشناس کرائیں یاکم ازکم امریکیوں میں اسلام کے متعلق اچھا تاثر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔بعض دفعہ نومسلم عورتیں پرانی مسلمان عورتوں کو یہ نصیحت بھی کرتی ہیں کہ ان کا نمونہ اسلام کی تعلیم کے مطابق نہیں جس کا وہ دعویٰ کرتی ہیں۔

افریقی امریکن عورتوں نے کہا کہ کوشش کی جاتی ہے کہ سفید فام لوگوں کواسلام کی طرف بلایا جائے کیونکہ انہیں زیادہ اہم سمجھا جاتا ہے۔اس بات کوترجیح دی جاتی ہے کہ سفید فام لوگ اسلام قبول کریں اور انہیں تقاریر کے لئے بلائیں۔بعض افریقی امریکن عورتوں نے کہا کہ اگر کوئی سفید فام اسلام قبول کرتا ہے تو اسے ’’سپیشل ٹرافی‘‘ کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ایک افریقی امریکن مسلمان نے کہا کہ باہر سے آئے ہوئے مسلمان امریکیوں سے شادی کرنا چاہتے ہیں تا کہ ان کے ذریعہ ان کی نسل بھی سفید کہلائی جا سکے۔اس نے یہ بھی کہا کہ امریکی سفید فام عورتیں باہر سے آئے ہوئے مسلمانوں کو پسند کرتی ہیں کیونکہ وہ امریکی مردوں کے مقابل شادی کے لئے تیار ہوجاتے ہیں۔

نئی مسلمان عورتوں کی اکثریت نے اس بات کا اظہار کیا کہ ان کا مسلم سوسائٹی میں اچھی طرح استقبال کیا گیا مگر بعض نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ انہیں مسلمان ہوکرتنہائی اوراجنبی ہونے کا بہت احساس ہوا۔ایک نومسلمہ نے کہا کہ ’’مجھے کئی مسلمانوں نے خوش آمدید کہا مگر یہ بھی احساس ہوا کہ مسلمانوں میں امریکیوں کے خلاف ایک خاص نفرت کا جذبہ پایا جاتا ہے خاص طور پر اکیلی مسلمان امریکی عورتوں کے لئے‘‘۔اُس نومسلمہ نے یہ بھی کہا کہ اسے مسلمان مردوں کی طرف سے غیرضروری رغبت کا بھی سامنا کرنا پڑا جن کا خیال تھا کہ میں امریکی ہونے کی وجہ سے ان کے لئے ’’آسان شکار‘‘ ہوں۔بعض نے اس بات کا بھی اظہار کیا کہ بعض مساجد کے لیڈروں نے انہیں اس بات کی پیشکش کی کہ وہ ان کی دوسری بیوی کی حیثیت سے شادی کرلیں اور شائد جب انہیں کوئی اورمل جائے تو اس سے بھی شادی رچالیں۔

ایک نومسلمہ نے بتایا کہ مسلمان ہونے کے بعد اسے تکلیف دہ باتیں سننی پڑیں کہ امریکن عورتیں اس لئے اسلام قبول کرتی ہیں کہ وہ مسلمان مردوں سے شادی کر سکیں۔ایک نومسلمہ نے بتایا کہ اس کے سسرال والوں کا خیال تھا کہ ان کے بیٹے نے امریکی نومسلمہ سے شادی کر کے ان کے خاندان کوداغ لگادیا ہے اوروہ ان کی سب سے بڑی دشمن ہے۔

ایک اور نے یہ بھی بتایا کہ مسلمانوں کی نوجوان نسل امریکی نومسلموں کواچھی طرح قبول کرتی ہے مگر پرانی نسل کی عورتیں انہیں قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتیں۔ان کے لئے اسلام صرف وہی ہے جوان کے اپنے ملک میں پایا جاتا ہے یا ان کے اپنے کلچر کا حصہ ہے۔اسی وجہ سے وہ اپنے آپ کوصرف ایک مخصوص قسم کی کمیونٹی کے ساتھ باندھ کررکھتی ہیں۔

ایک امریکی نومسلمہ نے کلچر اورزبان کی مشکلات کا ذکرکیا۔عربی یااردو نہ بول سکنے کی وجہ سے اکثر نومسلموں کو مشکل پیش آتی ہے۔بعض نے کہا کہ انہیں زبان نہ آنے کی وجہ سے مسلمانوں کی کمیونٹی میں قبول نہیں کیا جاتا اورمساجد میں خطبات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ اپنے آپ کواس ماحول کے لئے نامناسب خیال کرتی ہیں۔انہیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ اب انہیں ہمیشہ ایک علیحدہ حالت میں ہی رہنا پڑے گا۔بعض نے کہا کہ انہیں کچھ مسلمانوں کی بدمزاجی اور بُرے سلوک کا نشانہ بننا پڑا۔’’اگرچہ بعض مسلمانوں نے میرے ساتھ بُرا سلوک کیا مگر مجھے اس بات کا احساس ہے کہ اسلام ایک بے داغ مذہب ہے مگر مسلمان بے داغ نہیں‘‘۔چند عورتوں نے ملے جلے جذبات کا اظہار کیا ’’بعض لحاظ سے مسلمان ہو کر مجھے سکون حاصل ہوا مگر بعض اورلحاظ سے میری زندگی مشکلات سے دوچار ہوکررہ گئی‘‘۔

بعض نومسلم عورتوں نے عبادات میں مردوں اور عورتوں کے جدا رہنے پر بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ یہ تو وہی بات ہے کہ ''1960ء میں البامہ میں چرچوں میں سفید فام ایک طرف اور سیاہ فام دوسری طرف ہوتے تھے''۔ اسلام جس طرح عبادت گاہوں میں مردوں اور عورتوں کو جدا رہنے کی تعلیم دیتا ہے اکثر نومسلم اسے قبول کرتے ہیں مگر نئی نسل کی امریکن نومسلم عورتیں چاہتی ہیں کہ مرد اور عورتیں ایک جگہ عبادت کریں۔

بہر حال جو بھی صورت ہو مختلف نومسلموں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مغرب کے لئے ایک اپیل رکھتا ہے اور جو بھی وجہ ہو انہیں اسلام کی طرف مائل کرتا ہے اور ان کے لئے پُر اثر ہے۔ امریکہ کی استبدادی سوسائٹی جس کے دل و دماغ پر عورت کے جسم کا تصّور مسلط ہے، عورت کیسی نظر آتی ہے، وہ جنسی لحاظ سے کس طرح پُرکشش بن سکتی ہے اور مردوں کو کیسے لبھا سکتی ہے، ایسی باتیں ہیں جن سے روایت پسند امریکی عاجز آ چکے ہیں اور اسلام انہیں اس جسمانی آرائش اور نمائش سے آزاد کر دیتا ہے۔ وہ جو حقوقِ نسواں کے علمبردار ہیں انہیں اسلام میں اس لئے کشش دکھائی دیتی ہے کہ اسلام اس بات کی قرآن میں تعلیم دیتا ہے کہ مرد اور عورت دونوں برابر ہیں مگر اس لئے نہیں کہ عورت مرد کے مقابل پر کام کاج کرے اور اس کی ان معنوں میں برابری کرے بلکہ اس لئے کہ وہ انسانیت کی سربلندی کے لئے کام کرے۔ جو صوفی ازم کی طرف مائل ہوتے ہیں وہاں انہیں مادی چیزوں کے حصول سے بے نیازی حاصل ہو جاتی ہے۔ جو کچھ بھی صورتِ حال ہو نومسلم اسے ایک ایسے سفر کی طرح بیان کرتے ہیں جو انہیں ابتری سے امن، شکوک و شبہات سے آزاد، تفریق سے اتحاد کی طرف لے جاتا ہے۔ اسلام ان کے اندورونی خلاء کو پُر کرتا ہے اور انہیں ایک ایسی کمیونٹی کی طرف لے جاتا ہے جہاں انہیں خوش آمدید کہا جاتا ہے۔

خلاصہ

امریکن عورتوں کے اسلام قبول کرنے میں بہت سے عوامل مضمر ہیں۔ ایک طرف جماعت احمدیہ کے مشنریوں نے امریکہ میں ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ لوگ اسلام کی طرف مائل ہوں۔ ان کے ساتھ اسماعیل فاروقی اور حمدیٰ العطی جیسے سکالروں کی تحریکوں نے اور دوسرے گروہوں کی تبلیغی سرگرمیوں نے دعوۃ کا ماحول پیدا کر دیا۔ دوسری طرف اسلام کی سچائی و عقلیت، قرآن کا پُر اثر ہونا اور اسلام کی سادگی نے لوگوں کو مذہب تبدیل کرنے پر مجبور کیا۔ اُس کے مقابل پر عیسائیت کی مذہبی تعلیم کی پیچیدگی، امریکن سوسائٹی کی لامذہبیت اور ''کچھ اور کی تلاش'' اور دیگر وجوہات نے امریکی عورتوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

نومسلم عورتوں کو اس بات کا احساس ہے کہ ابھی تک امریکہ میں آئیڈیل مسلم کمیونٹی قائم نہیں مگر وہ اس کی تکمیل کے لئے کوشش کرنے کو تیار ہیں۔ انہیں اس بات کا یقین ہے کہ یہی ایک راستہ ہے جس پر چل کر وہ انفرادی اور عالمی امن قائم کرسکتی ہیں اور آخرت میں کامیابی حاصل کرسکتی ہیں۔ بعض کے نزدیک اسلام قبول کرنا اس بات کا مظہر ہے کہ انہوں نے اپنے سابقہ مذہب کو خیر باد کہہ دیا ہے اور عیسائیت کے مقابل پر خدائے واحد کو تسلیم کرنا عقلی و مذہبی لحاظ سے زیادہ آسان فہم ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض نومسلم امریکی عورتوں کو مشکلات پیش ہیں یعنی ان کے اپنے خاندانوں کی طرف سے مسترد کیا جانا، مسلم خاندانوں میں خوش آمدید نہ کہا جانا، نسلی امتیازی سلوک وغیرہ، مگر اس کے باوجود اکثر اپنے تبدیلیٔ مذہب کے فیصلہ سے مطمئن ہیں۔ ان میں سے بعض کو اس بات کا احساس ہے کہ اب انہیں مغرب کو گم شدہ اخلاقی حالت میں واپس لانا ہے۔ انہیں اس بات کا احساس ہے کہ اُن کی شناخت ان کے سماج اور کلچر کے ساتھ وابستہ نہیں بلکہ اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ اُن کی سوسائٹی کے مروجہ رسم و رواج جہاں یہ تقاضہ کیا جاتا ہے کہ عورت پُرکشش ہو، جنسی طور پر جاذب، مردوں کے مقابل کام کرنے والی ہو، اسلام انہیں ایک اور راستہ دکھاتا ہے جہاں ان کی جنسیت شادی کے حفاظتی ماحول میں رہ کر شادکام ہو سکتی ہے اور اسلام جو انہیں ایک خاص کردار کی تلقین کرتا ہے وہ ادا کرسکتی ہیں۔ جس وجہ سے بھی عورتیں اسلام قبول کرتی ہیں بہرحال وہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرکے ایک پُرامن حالت میں محسوس کرتی ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

مسجد نصرت جہاں ڈنمارک میں ایک تبلیغی نشست

(رپورٹ: نعمت اللہ بشارت۔ مبلغ انچارج ڈنمارک)

حسب سابق امسال بھی کرسمس کے موقع پر جبکہ عیسائی دنیا کرسمس کی تقریبات میں مصروف ہوتی ہے ان تک خدائے واحد و یگانہ کا پیغام پہنچانے کی خاطر ایک تقریب منعقد کی گئی جس کی تیاری اور پلاننگ نومبر سے ہی شروع کر دی گئی تھی۔ اس تقریب میں مہمان مقرر کے طور پر کوپن ہیگن کے بشپ Erik Norman Svendsen کو دعوت دی گئی تھی جو انہوں نے بہت خوشی سے قبول کی۔ بشپ موصوف رائل فیملی کے بھی پریسٹ ہیں۔ اس لحاظ سے بہت اہم شخصیت ہیں۔

دسمبر کے شروع میں ہی اس تقریب کا پروگرام تشکیل دیا گیا اور کثیر تعداد میں دعوت نامے زیر تبلیغ احباب کو بھجوائے گئے اور چھوٹے اور بڑے سائز میں اشتہار شائع کرکے اس کی تقسیم کا کام شروع کیا گیا۔ یونیورسٹی، کالجز اور لائبریریوں میں یہ اشتہار چسپاں کئے گئے اور دعوت نامے رکھوائے گئے۔ نیز تمام احباب جماعت کو تحریک کی گئی کہ اپنے اپنے حلقہ احباب میں یہ دعوت نامے دیں تا کہ کثرت سے اس کی پبلسٹی ہو سکے۔

پریس اور میڈیا اور تمام جرنلسٹ جن سے ہمارا رابطہ ہے ان کو بھی یہ پریس ریلیز اور دعوت نامہ بھجوایا گیا۔

D.F (The Danish Peoples Party) کی طرف سے رائل فیملی کے بشپ کی مسجد آمد پر مخالف پولیٹیکل پارٹی D.F (یہ پارٹی مخالف اسلام نظریات کی حامل شمار کی جاتی ہے) کی طرف سے بشپ کی مسجد آمد پر شدید ردعمل کا اظہار کیا گیا۔ اور اس کے ترجمان Jesper Langballe نے اپنے بیان میں یہ کہا۔

''ایک ڈینش بشپ کا ایک مسجد میں منعقدہ تقریب میں تقریر کرنا جبکہ امام بھی عین اسی وقت اپنی تقریر میں عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن کے موضوع پر اظہار خیال کرے یہ سرے سے مسیح ؑ کے انکار کے مترادف ہے کیونکہ قرآن کے مطابق عیسیٰ خدا کا بیٹا نہیں بلکہ ان کا درجہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تابع ہے۔ پس ایسی صورتحال میں بشپ Normann Svendsen کا وہاں جانا کسی لحاظ سے بھی نامناسب ہے۔ ترجمان نے اس بات پر بھی زور دیا کہ ہم مسلمانوں کی عزت کرتے ہیں مگر اسلام کی نہیں''۔

بشپ نے اس مخالفت کوئی پروانہ کی اور واشگاف الفاظ میں یہ اظہار کیا کہ ''جب کوئی مجھے محبت اور دوستی کے جذبہ سے دعوت دے تو مَیں اس دعوت کو قبول کرنے میں خوشی محسوس کرتا ہوں اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دعوت نہایت محبت سے دی گئی ہے۔''

اخبارات میں تقریب کے انعقاد کی خبر

ڈنمارک میں کل 16 نیشنل اخبارات ہیں جن میں سے 10۔ اخبارات نے مورخہ 22 دسمبر کو یہ خبر نمایاں طور پر شائع کی کہ کوپن ہیگن کے بشپ ڈنمارک کی سب سے پہلی مسجد میں تقریر کریں گے جہاں امام نعمت اللہ بشارت عیسیٰ علیہ السلام کے قرآن کریم میں ذکر کے عنوان پر تقریر کریں گے۔ بعض اخبارات نے مسجد کی فوٹو کے ساتھ یہ خبر شائع کی۔

مورخہ 23 دسمبر کو تین اخبارات نے خبر شائع کی۔ جبکہ بعض نے 24 دسمبر کو مسجد نصرت جہاں کی ایک بڑی تصویر شائع کی جس میں نماز پڑھتے ہوئے دکھایا گیا۔

علاوہ ازیں ایک لوکل TV چینل TV2 Lorry نے ریجنل خبروں میں اس تقریب کے انعقاد کی خبر نشر کی۔

ایک نیشنل اخبار Information نے مورخہ 22 دسمبر کو خاکسار کا ایک انٹرویو لیا جو مورخہ 23/ دسمبر کو شائع ہوا۔ ان تمام اخبارات کی ہوم پیج پر بھی یہ خبر موجود ہے۔ علاوہ ازیں دیگر ہوم پیجز پر بھی یہ خبریں دی گئیں۔

سوا تین بجے مسجد میں مہمانوں کی آمد شروع ہوگئی۔ 15:45 نماز مغرب ادا کی گئی جبکہ بشپ اور دیگر مہمانان کرام مسجد میں تشریف لا چکے تھے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد مکرم عماد الدین صاحب سیکرٹری تبلیغ نے معزز مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم فلاح الدین متعلم جامعہ احمدیہ لندن نے کی اور ان آیات کا ڈینش ترجمہ پیش کیا۔ ازاں بعد معزز بشپ Erik Normann Svendsen نے تقریر کی جس میں مسجد میں آنے کی دعوت دینے پر شکریہ ادا کیا اور اس پر خوشی کا اظہار کیا کہ اس طرح کی تقریبات سے ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں۔ نیز یہ بتایا کہ کرسمس کا پیغام محبت کا پیغام ہے۔ اس کا عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے تعلق محض رسمی ہے اسی لئے ڈنمارک میں کرسمس 24/ دسمبر کو منائی جاتی ہے جبکہ دوسرے ممالک میں 25 دسمبر کو منائی جاتی ہے۔ نیز بتایا کہ یہ ان کا دوسرا موقعہ ہے کہ وہ مسجد میں کسی تقریب میں شمولیت کے لیے آئے ہیں۔

معزز بشپ کی تقریر کے بعد خاکسار نے ''قرآن کریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام'' کے موضوع پر تقریر کی۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بن باپ پیدائش، نبوت، تعلیم، معجزات اور ان کی حقیقت، وفات، دوبارہ آمد کے بارہ میں قرآنی تعلیمات بیان کیں۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوبارہ بعثت اور آخر میں صد سالہ خلافت احمدیہ کا ذکر کیا۔

ان تقاریر کے بعد جملہ حاضرین کو سوالات کا موقعہ دیا گیا۔ سامعین نے معزز بشپ اور خاکسار سے سوالات کئے۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ بہت دلچسپ اور اچھے اور نہایت خوشگوار ماحول میں ہوا۔ ازاں بعد جملہ مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ اس موقعہ پر کل حاضری 80 تھی جن میں 50 سے زائد ڈینش اور دیگر مہمانان کرام شامل تھے۔

پریس اور میڈیا

الحمدللہ کہ اس موقعہ پر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک خاصی تعداد میں پریس اور میڈیا کے نمائندگان تشریف لائے ہوئے تھے جن میں چار ٹی وی چینلز اور ایک ریڈیو چینل کے علاوہ بعض رسائل کے فوٹو گرافر اور جرنلسٹ موجود تھے۔ ڈنمارک کے 2 نیشنل TV چینلز (TV2, Dr 1) نے خاکسار اور معزز بشپ کے انٹرویوز لیے جو اسی روز خبروں میں نشر ہوئے۔

☆ TV 2 نے شام سات بجے کی اہم خبروں میں 2 منٹ اور 37 سیکنڈ کی خبر نشر کی جس میں تقریب کی جھلکیاں اور معزز بشپ اور خاکسار کا انٹرویو دکھایا گیا۔ اس نشریہ کی خاص اور اہم بات یہ ہے کہ اس میں تمام خلفاء احمدیت کی تصاویر کو نمایاں طور پر دکھایا گیا۔

☆ TV 2 Lorry نے 19:50 کی خبروں میں 2 منٹ اور 21 سیکنڈ کی خبر نشر کی۔

☆ P 1 نے Live کوریج دی ان کی ٹرانسمیشن وین دوران پروگرام مشن ہاؤس کے باہر موجود رہی۔

☆ P 4. نیشنل ریڈیو نے شام 4 بجے سے 6 بجے کے دوران کئی بار خبر نشر کی۔

محتاط اندازے کے مطابق ان خبروں کے ذریعہ 1.5 ملین افراد تک پیغام پہنچا۔

اس موقعہ پر صد سالہ جوبلی کے ضمن میں لگائی جانے والی نمائش کے نتیجہ میں کم سے کم 1.5 ملین افراد تک خلافت کا پیغام پہچانے کے سامان بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرما دیئے۔ الحمدللہ علی ذلک

❁❁❁❁❁

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ رپورٹ: سکاٹ لینڈ کے سٹی چیمبر میں حضور انور کا خطاب از صفحہ نمبر 16

باشندوں کی طرف سے حضور انور اور جماعت احمدیہ کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

استقبالیہ تقریر کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ نے Lord Provost کو مختصراً کچھ جوابی کلمات فرمائے جس میں حضور انور نے فرمایا:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضور انور نے فرمایا سب سے پہلے مَیں گلاسگو شہر کے لارڈ پرووسٹ اور گلاسگو کے شہریوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے جماعت احمدیہ کی صدسالہ خلافت جوبلی کے موقع پر اپنی محبت اور برادارانہ جذبہ کے تحت آج کی تقریب کا انعقاد کیا ہے جس کا اظہار انہوں نے اپنی تقریر میں بھی کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو مختصر وقت مَیں نے ان کے ساتھ ان کے دفتر میں گزارا اس سے مجھے دلی خوشی ہوئی کہ اس وقت بھی دنیا میں اس قسم کے کچھ لوگ باقی ہیں جو اپنی طرف بڑھے ہوئے محبت کے ہاتھ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور پہچانتے ہیں اور انسانیت کی قدر و قیمت جانتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہی جذبہ مجھے دوسرے سکاٹ لینڈ کے باشندوں میں نظر آیا جس کے لئے مَیں تہِ دل سے ان کا ممنون ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں۔

دیگر معززین کی تقاریر

حضور انور کے ان کلمات کے بعد ڈاکٹر مالکم گرین (Dr.Malcolm Green) نے مختصر تقریر کی۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ بیس سال سے مَیں یہاں کی جماعت احمدیہ کو جانتا ہوں اور ان کی معاشرتی خدمات کو سراہتا ہوں۔ حضور انور سے مخاطب ہو کر انہوں نے کہا کہ آپ کا لائحہ عمل جس کا نعرہ آپ کی جماعت بلند کرتی ہے کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' آپ کی پہچان بن گیا ہے۔ اور میرے خیال میں کسی بھی گروہ کے لئے اس سے بہتر لائحہ عمل نہیں ہو سکتا جس پر آپ عمل پیرا ہیں۔ آپ نے ہمیں یاددہانی کروائی ہے کہ اس اصول پر عمل کرنا آج کی دنیا میں کس قدر اہمیت کا حامل ہے۔ اور خاص طور پر اس کی ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو اسلام کی تعلیمات کو مشعل راہ جانتے ہیں۔ انفرادی طور پر بھی، اپنے خاندانوں میں بھی، معاشروں میں بھی اور دنیا بھر میں بھی۔ اس وقت مسلمانوں پر خاص طور پر یہ ذمّہ داری کہ وہ جہاں پر بھی ہوں دوسرے شہریوں کو اور دنیا کو بتائیں کہ اسلام کی تعلیمات جو قرآن میں ہیں وہ امن کی ہدایت دیتی ہیں اور یہ بھی کہ اگر قرآن کی ان ہدایات پر عمل نہ کیا جائے تو کس قدر خطرات درپیش ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جہاں جہاں بھی آپ کے ممبر رہتے ہیں، مَیں ان سے کہوں گا کہ وہ اس پُر امن تعلیم کا پرچار قریہ قریہ اور بستی بستی کرتے رہیں کیونکہ صرف اسی راستہ کو اپنانے سے دنیا میں رواداری کے ساتھ بسنے والا پُر امن معاشرہ قائم ہو سکے گا۔

۞......اس کے بعد Linda Fabiani جو قریب کے زمانہ تک Minister for Communities رہی ہیں نے مختصر تقریر کی۔

انہوں نے حضور انور اور معزز مہمانوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تقریباً دو سال پہلے میرا پہلا تعارف جماعت احمدیہ سے ہوا۔ Straven کے شہر میں جابجا پوسٹر لگے ہوئے تھے جن پر لکھا تھا ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''۔ یہ جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقد کئے گئے قیام امن کے موضوع پر جلسہ کی دعوت تھی۔ لہٰذا مَیں بھی معلوم کرنے کے لئے وہاں پہنچی کہ دیکھوں کن خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جو کچھ مَیں نے وہاں سنا اس سے مجھے بے حد خوشی ہوئی۔ مَیں **جماعت کے ممبران کے جذبۂ خیرسگالی، اسلامی تعلیمات میں سے امن کی تعلیم کے پرچار اور جذبۂ محبت سے بے حد متاثر ہوئی۔** مَیں نے دیکھا کہ وہ اس بات کے لئے ان تھک کوششیں کرتے ہیں کہ مذاہب کے درمیان اور ان لوگوں سے بھی جو کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتے تبادلۂ خیال کے ذریعہ افہام و تفہیم ہو تا کہ دنیا میں امن کا قیام ہو سکے۔

انہوں نے کہا کہ آج کی دنیا میں یہ دستور بنتا جا رہا ہے کہ جیسے ہی کوئی مذہب کا یا اصول کا نام لے لوگ فوراً اپنے کان لپیٹ لیتے ہیں۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ جب تک ہر معاشرہ میں سے کچھ لوگ یہ پیغام سننے اور ان پر تبادلۂ خیال کرنے کی طرف نہیں آئیں گے تو امن، محبت اور رواداری کی فضا کا قیام ممکن نہیں ہو سکے گا۔ یہ وہ معاشرہ ہوگا جس کی تمنا مجھے بھی ہے اور بہت سے افراد دنیا میں اس کے طلبگار ہیں۔

انہوں نے کہا کہ حضور انور نے اس سے پہلے یہ نصیحت کی تھی کہ لوگوں کو اپنی روزمرہ کی زندگیوں کا جائزہ لیتے ہوئے روزانہ کم سے کم ایک احسان کا سلوک کسی سے کرنا چاہئے۔ یہ بات میرے دل میں گھر کر گئی کہ واقعی بڑے بڑے کارناموں کے پیچھے ہر قدم جو اٹھایا جاتا ہے اس بات کی بہت بڑی اہمیت ہوتی ہے۔

اس کے بعد **Mr.Wolfgang Messenger** جو جرمنی کے کونسلر جنرل ہیں اور گلاسگو میں مقیم ہیں انہوں نے مختصر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے یہ بہت اعزاز کا باعث ہے کہ مَیں آج اس تقریب میں شامل ہوا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ چند ماہ پہلے برلن میں (جو حصہ پہلے مشرقی برلن کہلاتا تھا) جماعت احمدیہ نے مسجد تعمیر کی ہے اس کا افتتاح حضور نے فرمایا، جس سے پہلے اس علاقہ میں مسلمانوں کے مسجد بنانے کے خلاف بہت ردّعمل پایا جاتا تھا مگر اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کے رہنے والے لوگ جماعت سے بہت خوش ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ ''ہمارے یہ نئے ہمسائے بہت اچھے ہیں''۔ اس طرح جو لوگ آپ کو شک کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ کے اچھے اخلاق نے ان کے دل جیت لئے ہیں۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے حاضرین سے انگریزی زبان میں جو بصیرت افروز خطاب فرمایا اس کا خلاصہ ہدیہ قارئین ہے۔

حضور انور نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور اس کے ترجمہ سے خطاب کا آغاز فرمایا۔ پھر فرمایا:

جیسا کہ ہمیں علم ہے اس تقریب کا انعقاد کرنے کی وجہ جماعت احمدیہ کی خلافت جوبلی کے موقع پر آپ کے نیک اور بردرانہ جذبات ہیں۔ اس ضمن میں مَیں مختصراً قیام خلافت کے مقاصد پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔ کیونکہ کچھ عناصر خلافت کے بارہ میں اس قسم کے اظہار کرتے ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں لفظ خلافت سنتے ہی خوف پیدا ہونے لگتا ہے۔

حضور نے فرمایا: **خلافت کا نظام خداتعالیٰ کی مدد سے قائم ہوا ہے تا کہ جن مقاصد کے حصول کے لئے بانیٔ جماعت احمدیہ تشریف لائے تھے ان کی تکمیل ہو سکے۔** ہمارا عقیدہ ہے کہ بانیٔ جماعت احمدیہ وہی مسیح موعود اور مصلح ہیں جن کے آنے کی دنیا منتظر تھی۔

بانیٔ جماعت احمدیہ کے آنے کے مقاصد کیا تھے؟ اس کا جواب ان کی تقریروں اور تحریروں میں موجود ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے آنے کا پہلا مقصد یہ تھا کہ انسان کی مدد کی جائے تا کہ وہ اپنے ربّ کی شناخت کر سکے۔ انسان کو دعوت دی جائے کہ وہ اپنے خالق کے سامنے جھکے اور مزید یہ کہ خدائے واحد کے علاوہ دوسرے خداؤں کے تصور کو دُور کیا جائے۔ غرض یہ کہ انسان اس حقیقت کو سمجھ جائے کہ اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے اور ہر آن اپنی تمام قدرتوں کے ساتھ موجود ہے۔

دوسرا مقصد جو آپ نے اپنی بعثت کا بیان فرمایا وہ حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ خدا کی پیدا کردہ مخلوقات میں سے سب سے زیادہ شعور اور سمجھ بوجھ انسان کو عطا ہوئی ہے اور وہ اشرف المخلوقات ہے۔

حضور نے مزید فرمایا کہ اگر ہم آج کی دنیا کو گہری نظر سے دیکھیں تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسان اب تک ان دونوں مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو پایا۔ حالانکہ بظاہر دنیوی ترقیات کی رفتار ایسی ہے کہ زندگی میں جو سہولتیں حاصل ہو گئی ہیں چند صدیاں پہلے کیا، چند دہائیاں پہلے بھی ان کا تصور ممکن نہیں تھا۔ نئی نئی ایجادات اور نئی وضع کی سواریوں اور جدید ذرائع ابلاغ نے دنیا کو سمیٹ کر ایک بین الاقوامی بستی کا رُوپ دے دیا ہے۔ روابط کی آسانیوں نے وہ ذرائع حاصل کر لئے ہیں کہ غریب اور امیر ممالک مسلسل آپس میں رابطہ قائم کئے ہوئے ہیں۔ یہ صورتحال بظاہر تو ایسی ہے کہ انسان کو برتری حاصل ہو گئی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ انسان خداتعالیٰ سے دور جا پڑا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: قطع نظر ان لوگوں کے جو خداتعالیٰ پر یقین نہیں رکھتے، باقی لوگ جو مذہب پر ایمان رکھنے کے دعویدار ہیں انہوں نے بھی مذہب کی بنیادی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے جبکہ ان کے مذہب نے انہیں خداتعالیٰ کی شناخت عطا کی تھی اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دی تھی۔

اس پر حضور نے فرمایا کہ جو ذہن رسا انسان کو عطا کیا گیا ہے، انسان کو تو خداتعالیٰ کے احسانات کا شکریہ ادا کرنا چاہئے تھا کہ اس کے ذریعہ انسان نے جدید ترقیات حاصل کی ہیں۔ اس کی وجہ سے اسے خاص طور پر اپنے ربّ کے حضور جھک جانا چاہئے تھا مگر صورتحال یہ ہے کہ ان لوگوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے جو خداتعالیٰ کے احسانات کو نہیں مانتے۔ مشرق و مغرب دونوں میں یہی حال ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو لوگ اس وقت خداتعالیٰ کو مانتے ہیں اور اپنی عبادتگاہوں میں جا کر عبادت کرتے ہیں ان کی اگلی نسل خداتعالیٰ کی ہستی پر ایمان کو لوگوں کے فرسودہ ذہن کی تخلیق سمجھتے ہیں اور مذہب صرف ایک مذاق بن کر رہ گیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جو لوگ خداتعالیٰ کی ہستی پر ایمان نہیں رکھتے وہ خیال کرتے ہیں کہ انسان کو جو جدید ترقیات حاصل ہوئی ہیں وہ انسان نے اپنی استعدادوں کے بل بُوتے پر حاصل کی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں سمجھ لیا گیا ہے کہ انسان ہی تمام ترقیات کا مصور اور انہیں تشکیل کرنے والا ہے۔ مگر ہم احمدی مسلمان خداتعالیٰ کو خالق اور مالک مانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ جو علوم اور فنون انسان نے حاصل کئے ہیں ان کا اس زمانہ میں ظہور میں آنا خداتعالیٰ کی طرف سے مقدر تھا۔ قرآن کریم وہ شریعت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس میں خداتعالیٰ نے واضح اشارے اس سمت میں فرمادئے تھے۔ مَیں اس حقیقت کو قرآن کریم سے چند مثالیں پیش کر کے واضح کروں گا۔

حضور نے فرمایا کہ سورۃ التکویر (81) آیت نمبر 4 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''جب پہاڑ چلائے جائیں گے''۔ اس آیت کریمہ کے کئی معانی ہیں۔ مثلاً پہاڑوں میں راستے بنا کر گویا انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا دیا جائے گا۔ جس طرح ڈائنا مائٹ وغیرہ کے ذریعہ اب پہاڑوں کو اڑایا جاتا ہے۔ 1400 سال پہلے انسان کو اس کی صلاحیت حاصل نہیں تھی۔

دوسرا مفہوم اس کا وہ بحری جہاز ہیں جو جب چلتے ہیں تو پہاڑوں کے چلنے کا منظر پیش کرتے ہیں اور بڑی تعداد میں مسافروں اور ٹیلوں کی طرح لادے ہوئے سامان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا دیتے ہیں۔ ڈیڑھ ہزار سال پہلے کشتی رانی اس قدر وسعت کی حامل نہیں تھی۔

حضور نے فرمایا: ایک اور نشاندہی جو قرآن کریم نے پیش کی وہ سفر کی سہولتوں کی طرف واضح اشارہ ہے۔ اس زمانہ میں اونٹوں کے ذریعہ سفر کئے جاتے تھے اور انہیں اس وجہ سے نہایت قیمتی چیز سمجھا جاتا تھا۔ قرآن کریم نے پیشگوئی فرمائی کہ اونٹوں کی سواری متروک ہو جائے گی۔ چنانچہ سورۃ التکویر کی آیت نمبر 5 کا حوالہ دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اور جب دس ماہ کی حاملہ اونٹنیاں بغیر کسی نگرانی کے چھوڑ دی جائیں گی''۔ یعنی ان کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہے گی اور اونٹوں سے بہتر اور زیادہ تیز رفتار سواریاں حاصل ہو جائیں گی جیسا کہ گاڑیوں، ریل اور جہازوں سے ظاہر ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ چند مثالیں مَیں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں جن سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ خداتعالیٰ موجود ہے اور وہ اپنے چنیدہ بندوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ سینکڑوں سال کے بعد اس کے فرمان کی تکمیل مقررہ وقت پر ہو گئی اور اس چیز پر دلیل بن گئی کہ وہ تمام قدرتوں کا مالک ہے۔ یہ نقطہ ان لوگوں کے لئے دعوت فکر ہے جو خداتعالیٰ کی ہستی کا انکار کرتے ہیں اور بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھتے ہیں تا کہ وہ انسانوں کو مذہب اور خدا سے دور کر سکیں یا جو لوگ ان خیالات کے پیچھے چل پڑتے ہیں ان کے لئے خاص طور پر لمحۂ فکریہ ہے۔

حضور نے فرمایا: **انسان کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کو پہچانے۔**

دوسرا فریضہ جس کی طرف بانیٔ جماعت احمدیہ نے ہمیں توجہ دلائی ہے وہ حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ظاہری طور پر تو دنیا میں تسلیم کیا جاتا ہے کہ انسانوں کی فلاح کے کام کرنے چاہئیں اور بعض فلاحی ادارے واقعتاً یہ کام کر بھی رہے ہیں مگر ان کے پاس محدود مالی ذرائع ہوتے ہیں اور ان کے دائرے وہیں تک محدود ہوتے ہیں جہاں تک حکومتیں انہیں اجازت دیتی ہیں۔ اس لئے **یہ ایک ضروری امر ہے کہ حکومتیں ملکی سطح پر اپنے شہریوں کو انصاف فراہم کریں۔ مزید برآں جو طاقتور ممالک ہیں وہ غریب ممالک کے حق میں انصاف اور احسان کی پالیسی اپنائیں۔**

حضور نے فرمایا کہ انفرادی سطح پر ہر شخص کو اپنی انا کی قربانی دینی چاہئے اور نیکی کے جذبہ کے تحت دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کرنی چاہئے۔ اس سلسلہ میں خداتعالیٰ نے جو ہدایات قرآن کریم میں عطا فرمائی ہیں وہ ہر شخص کے لئے اور ہر حکومت کے لئے مشعل راہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ النحل آیت نمبر 91 میں فرمایا ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ہدایت انصاف کے قیام کا سنہری اصول ہے۔ یہاں عدل کا حکم ہے۔ عدل کا مطلب مکمل انصاف ہے اور مکمل انصاف کا تقاضا کیا ہے؟ قرآن کریم اس پر یوں روشنی ڈالتا ہے:

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ

قریب ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو‘‘۔

حضور نے فرمایا یہ انصاف کا سب سے اعلیٰ معیار ہے۔ نہ تو فرد کی سطح پر اور نہ قوم کی سطح پر اجازت ہے کہ انصاف کے علاوہ کوئی دوسری راہ اختیار کی جائے۔

حضور نے فرمایا: کیا یہ وہ خوبصورت ہتھیار نہیں ہے جو نفرت کی تمام دیواروں کو مسمار کر دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ دوسری چیز جو بیان کی گئی ہے یہ ہے کہ اگر تم محبت بڑھانا چاہتے ہو اور دنیا سے دشمنیوں اور نفرتوں کا خاتمہ چاہتے ہو تو لوگوں سے نرمی اور احسان سے پیش آؤ۔ جس نے تم سے زیادتی کی تھی، جب تم اس پر قابو پا لو اور جب دیکھو کہ وہ اپنے کئے پر نادم ہے اور معافی کا خواہاں ہے تو معاف کردو۔ اصل مقصد تو اصلاح کرنا ہے۔ اگر بغیر سزا کے اصلاح حاصل ہو سکتی ہے تو ضرور معاف کردو۔ یہ انصاف کا اعلیٰ تصور ہے۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ سزا جرم کے برابر ہو، اس سے بڑھ کر نہ ہو۔ مگر احسان کا تقاضا ہے کہ یا تو سزا میں کمی کردو یا معاف کردو۔ مزید ہدایت یہ دی گئی ہے کہ احسان کرنے کے بعد جتاؤ نہیں بلکہ اپنے قریبیوں کی طرح بخش دو۔ اس کی اعلیٰ مثال ماں باپ کی طرح ہے جیسا کہ ماں باپ بچوں کے قصور معاف کر دیتے ہیں۔ اپنی نیکیوں کا احسان نہیں جتاتے اور نہ ہی کوئی معاوضہ طلب کرتے ہیں۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ آج ہم اگر حالات کا تجزیہ کریں تو یہ بات بڑی وضاحت سے سامنے آجاتی ہے کہ احسان تو دور کی بات ہے انصاف کے تقاضوں کو بھی پورا نہیں کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں بے چینی بڑھ رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ کمزور اور طاقتور کا تصادم ہو رہا ہے۔ گزشتہ صدی میں دو عالمی جنگیں لڑی گئی ہیں۔ پہلی جنگ کے بعد اقوام کی عالمی تنظیم بنائی گئی مگر انصاف کے تقاضوں کو پورا نہیں کیا گیا۔ نتیجتاً دوسری جنگ عظیم چھڑ گئی جس کا اختتام انجام کار ایٹم بم کے استعمال پر ہوا۔

حضور نے فرمایا کہ پھر انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے اقوام متحدہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے ان تدابیر پر غور کیا گیا جن کے ذریعہ جنگوں کی روک تھام ہو سکے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے چھوٹے بڑے ممالک میں ایٹم بم بنائے گئے ہیں۔ بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ جہاں لوگوں میں احساس ذمہ داری کی کمی ہے اور جن کو پورا شعور نہیں کہ ان ہتھیاروں کا استعمال کس قدر ہولناک نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ایک خوفناک حقیقت ہے کہ اگر وہ ہتھیار استعمال کئے گئے تو اس قدر ہلاکت ہونے کا اندیشہ ہے کہ قیامت کا نظارہ ہوگا۔ اس لئے **یہ امر نہایت ضروری ہے کہ قیام امن کے لئے دنیا میں انصاف قائم کیا جائے۔ دنیا میں بہت سی جگہوں پر چھوٹی چھوٹی جنگیں ہو رہی ہیں۔ بڑی طاقتیں قیام امن کا لبادہ اوڑھے ہوئے ان میں ملوث ہیں اور بیش بہا رقوم اس مقصد کے لئے خرچ کی جا رہی ہیں۔** حضور نے فرمایا کہ اگر گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو یہ اخراجات بھی دنیا کا اقتصادی نظام تباہ کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی نفرتوں کو بڑھانے کا باعث بن رہے ہیں۔ یہ جو حالات پیدا ہوئے ہیں اس کے اثرات امیر مغربی ملکوں پر بھی پڑ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے ملکوں میں اقتصادی بحران کا اقرار کر رہے ہیں۔ **اس لئے آج ضرورت اس بات کی ہے کہ لوگ سنجیدگی سے غور کریں کہ کن ذرائع سے حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے۔ اور سب کے حقوق کس طرح ادا ہو سکتے ہیں۔ اور کس طرح انصاف کا قیام عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ ورنہ جو اضطرابی کیفیت بہت سے ممالک میں نظر آرہی ہے اور مالی وسائل کا بحران اور ہر سطح پر نفسا نفسی کا عالم یہ دنیا کو دوبارہ عالمی جنگ کی ہولناکیوں میں دھکیل دے گا۔**

حضور انور نے فرمایا کہ یہ تنبیہات مَیں خوف و ہراس پھیلانے کے لئے نہیں کر رہا۔ تھوڑا سا پیچھے پلٹ کر دیکھ لیجئے۔ ابھی نو ہی سال ہوئے ہیں ہمیں اس صدی میں داخل ہوئے اور اس دوران فساد اور خونریزی روز بروز بڑھتی نظر آتی ہے۔ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بمشکل ہی کوئی کوشش ہو رہی ہے۔ اخباری رپورٹوں کے مطابق قانون کا جو احترام اور خوف چند سال پہلے تک موجود تھا وہ مغربی ممالک میں بھی کم ہوتا جا رہا ہے۔ چھریاں چاقو لے کر سرعام لوگوں پر حملوں کا رجحان بھی بڑھتا جا رہا ہے۔ بعض دفعہ ان جرائم کا ذمہ دار غیر ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کو ٹھہرایا جاتا ہے مگر اس کی وجہ سے حقیقت میں خداتعالیٰ سے دوری اور بے لگام خواہشات کا تعاقب ہے۔ حضور نے فرمایا: اگر ہم صورتحال کا گہری نظر سے تجزیہ کریں تو یہی وجوہات سامنے آتی ہیں۔

تصویر کا دوسرا رخ غیر ترقی یافتہ افریقن اور ایشین ممالک ہیں۔ وہاں بھی ہمیں ایک ردّعمل دکھائی دیتا ہے جس کی ذمہ داری تمام تر امیر اور طاقتور ملکوں پر ڈالی جاتی ہے حالانکہ مَیں اس میں ان کی اپنی بے وقوفیوں کے نتیجے کو صاف ظاہر ہوتے دیکھتا ہوں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ ان غریب ممالک کے حقوق کی پامالی بھی اس کا سبب ہے۔ ان غریب ممالک کی جو شکایات ہیں وہ برحق ہیں۔ ذرائع ابلاغ کے مہیا ہونے کے باوجود جن کے ذریعہ تعلقات بہتر بنائے جا سکتے تھے نفرتوں کی دیواریں کھڑی کی جا رہی ہیں اور دلوں کی دُوری کا باعث بن رہی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ مغربی ممالک میں بھی بے چینی ہے کہ قیام امن کے لئے جو کثیر رقوم خرچ کی جاری ہیں ان سے ان کی اپنی ملکی معیشت متأثر ہو رہی ہے۔ اقتصادی بحران کے نتائج دن بدن کھل کر سامنے آرہے ہیں۔ بیروزگاری اور مہنگائی بڑھتی جا رہی ہے۔ دشمنی اور نفرت کے جذبات دوسرے ممالک کے خلاف بڑھ رہے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر یہاں مغرب میں بعض جگہ یہ نعرے بلند کئے جا رہے ہیں کہ افریقن اور ایشین باشندوں کو ملازمتیں کیوں دی جائیں، مراعات کیوں دی جائیں، ان کی مدد کیوں کی جائے جبکہ وہ ہماری معیشت میں ممد و معاون نہیں ہیں۔ حضور نے فرمایا اس صورتحال کے پیش نظر نہایت اختصار سے مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ **امن کا دارومدار انصاف پر ہے اور اقتصادی خوشحالی امن کی مرہون منت ہے۔**

حضور نے فرمایا کہ ان اعلیٰ قدروں کا حصول صرف تبھی ممکن ہے جب انسان اپنے خالق کو پہچانے گا اور صرف تب ہی وہ مخلوق کے حقوق ادا کرنے کے قابل ہو سکے گا۔

حضور نے تنبیہ فرمائی کہ اگر صورتحال یونہی ابتر ہوتی چلی گئی تو تصادم میں اضافے ہوتے چلے جائیں گے اور نفس پرستی بڑھتی چلی جائے گی۔ نتیجۃً تمام دنیا تباہی کے گڑھے میں جا پڑے گی اور آنے والی نسلیں اس ظلم کا ذمہ دار ہمیں ٹھہرائیں گی۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ان مشکل حالات میں سب اپنی تمام طاقت مجتمع کر کے کوشش کریں کہ دنیا میں امن کا قیام عمل میں لایا جائے۔

حضور انور نے فرمایا: مَیں امید کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ آپ جو اس سرزمین کے باشندے ہیں جو نہایت زرخیز زمین سمجھی جاتی ہے کہ اس نے بہت سے سیاستدانوں اور بین الاقوامی رہنماؤں کو جنم دیا ہے، آپ ملکی سطح پر بھی اس سلسلہ میں آگے بڑھ کر ان اصولوں کو اپنائیں۔

حضور نے آخر میں مہمانوں کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا یہاں آنا محبت اور آشتی کے قیام کی سمت میں بہت اہم قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

خطاب کے بعد حضور انور نے بعض معزز مہمانوں کی خدمت میں خلافت جوبلی کے یادگاری تحائف پیش کئے۔ مکرم عبدالغفار عابد صاحب ریجنل امیر جماعت احمدیہ سکاٹ لینڈ نے مہمانوں کا تعارف کروایا۔ بہت سے معززین شہر کو حضور انور سے متعارف کروایا گیا۔ تقریب کے اختتام پر حضور انور نے دعا کروائی۔

مہمانوں کے تأثرات

حاضرین میں سے بعض نے بعد میں ایم ٹی اے کے نمائندوں سے اپنے تأثرات کا اظہار بھی کیا۔

۞...... **Lord Provost** نے کہا کہ حضور انور سے ملاقات میں مجھے یہ محسوس ہوا کہ وہ بہت فراست رکھنے والے انسان ہیں۔ امن کے حامی اور بین الاقوامی معاملات کے بارہ میں گہری فراست رکھتے ہیں۔ گہری روحانیت کے حامل ہیں۔ بہت خلیق اور شفیق انسان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ امام جماعت احمدیہ سے میری پہلی ملاقات ہے اور مَیں بہت متأثر ہوا ہوں۔

۞...... **Ms.Barbera** جو بین الاقوامی Charities کے ساتھ کام کرتی ہیں نے آج کی تقریب میں اپنی شمولیت پر بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ **حضور کا جو پیغام ہے وہ اس لائق ہے کہ اسے دنیا میں ہر طرف مشتہر کرنا چاہئیں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اسلامی تعلیمات امن کی علمبردار ہیں اور اسلام کے بارہ میں جو غلط خیالات پھیلائے جاتے ہیں ان کا ردّ ہو سکے۔** انہوں نے کہا کہ اس قسم کی مزید تقریبات کرتے رہنا چاہئے۔ تاکہ افہام و تفہیم بڑھے۔ انہوں نے کہا کہ آج جن خیالات کا اظہار مَیں نے سنا مجھے خوشی ہوئی کہ ہم سب ایک جیسے خیالات کے حامی ہیں۔

محترمہ باربرا صاحبہ نے مزید کہا کہ دوسرے کمرہ میں مجھے موجود خواتین سے بھی ملنے کا موقع ملا جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میرا ان سے جو تبادلۂ خیال ہوا اسے مَیں بہت قیمتی سمجھتی ہوں۔ بلکہ مَیں نے اظہار کیا کہ مجھے خواتین کے ساتھ ہی بیٹھنا چاہئے تھا۔ جس کی تلافی اب ہو جائے گی کیونکہ خواتین نے مجھے دعوت دی ہے کہ مَیں دوسرے وقت آکر خواتین کے ساتھ چائے پیوں اور تبادلۂ خیال کروں۔ مَیں اس موقع کا بے چینی سے انتظار کروں گی کیونکہ جو جماعتی یکجہتی اور بھائی چارہ کی فضا مَیں نے یہاں محسوس کی مَیں اس کی بہت قدر کرتی ہوں۔

۞...... محترمہ **Linda Fabiani** صاحبہ نے جو قریب کے زمانہ تک وزیر رہی ہیں نے خوشی کا اظہار کیا کہ اس عظیم الشان شہر کو آج خلیفہ کی آمد نے عزت بخشی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج جو کچھ مَیں نے یہاں سنا اس سے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے۔ حضور کی شخصیت بہت متأثر کرنے والی ہے۔ جن سے نرمی اور نیکی مترشح ہوتی ہے۔ اور مَیں سمجھتی ہوں کہ یہی مذہب کا اصل مقصود ہے۔ ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا پیغام بہت ہی مؤثر ہے۔ زندگی میں دراصل اسی قسم کے صاف اور کھرے نصب العین کارگر ہوتے ہیں۔

ایک معزز مہمان ڈاکٹر **Malcolm Green** نے کہا: **آج جتنے مختلف طبقات فکر اور حلقوں سے تعلق رکھنے والے افراد یہاں آئے تھے وہ ضرور جماعت احمدیہ کے بارہ میں اور دنیا میں اسلام کے کردار کے بارہ میں کوئی نہ کوئی مثبت خیالات یہاں سے لے کر لوٹے ہیں کہ اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں ہے جو دوسروں کو بے دخل کرنے کے رجحانات رکھتا ہو۔ نہ ہی جھگڑالو اور تصادم کی تعلیم دینے والا مذہب ہے اور نہ یہ تخریب کاری کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے برعکس بنیادی طور پر اس کی تعلیمات محبت، رواداری اور امن سے زندگی گزارنے کی طرف رہنمائی کرتی ہیں۔**

انہوں نے کہا یہ تو وہ پیغام ہے کہ ہم سب کو نہ صرف اس کو اپنانا چاہئے بلکہ اس کی مشق کرنی چاہئے۔

انہوں نے نیک تمناؤں کا اظہار کیا کہ جماعت کو مزید ترقی حاصل ہو اور نئی بڑی مسجد بنانے کی توفیق ملے۔ جس سے جماعت کو مزید روحانی ترقی ملے اور اس معاشرہ میں وہ روحانی اور اقتصادی خوشحالی پھیلانے والے بن جائیں۔

ایک مہمان **Robert Tomlinson** نے جو روٹری کلب (ایک فلاحی ادارہ) سے تعلق رکھتے ہیں ایم ٹی اے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہ **گلاسگو شہر میں جو تقریبات ہوتی ہیں ان میں اتنی متأثر کرنے والی تقریب پہلے مَیں نے کبھی نہیں دیکھی کہ اس قدر عظیم روحانی پیشوا ہمارے شہر میں تشریف لائے ہوں۔** مَیں اپنے لئے اس میں شمولیت کو باعث اعزاز سمجھتا ہوں۔ حضور کا پیغام جو تمام مذاہب کے ماننے والوں کے لئے اور ان کے لئے بھی جو کسی مذہب پر یقین نہیں رکھتے یکساں طور پر قابل قبول ہے۔ محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں کا پیغام بہت ہر دلعزیز پیغام ہے اور پھر جو حضور نے فرمایا کہ انسان کو نظر رکھنی چاہئے کہ روزانہ کم از کم ایک حسن سلوک کا کام ضرور کرے بہت عمدہ اور متأثر کرنے والا خیال ہے۔ اگر ہر انسان اس پر عمل کرے تو دنیا جنت نظیر بن جائے۔ **یہاں سے مَیں یہ پیغام لے کر جا رہا ہوں کہ یہ مذہبی تنظیم ایسی ہے جو نہ صرف دوسرے مذاہب کے لئے رواداری رکھتی ہے بلکہ ان کے لئے بھی جو کوئی مذہب نہیں رکھتے۔** انہوں نے کہا کہ یہ تعلیم تو ایسی ہے کہ مَیں چاہوں گا کہ تمام قومیتو کے لیڈر اس پیغام کی اور اس جماعت کی سنجیدگی سے قدر کریں۔ اور مزید تبادلۂ خیال کیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ہم ایک دوسرے سے کیا سیکھ سکتے ہیں کیونکہ جماعت احمدیہ کے پاس کچھ ایسی چیز ہے جو سب کو سیکھنی چاہئے۔

ایک مہمان پروفیسر **Stephen Mckinney** جو یونیورسٹی آف گلاسگو کے مذہبی شعبہ کے ہیڈ ہیں نے جماعت کے بارہ میں کہا کہ **یہ جماعت بہت ہی مثبت کردار ادا کر رہی ہے۔** کیونکہ اس وقت دنیا میں رجحانات کا ایک تصادم برپا ہے جہاں پر مذہبی خیالات کے اظہار کو ناپسند کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر سیاست میں کسی مذہبی عقیدہ کا اظہار بھی نامناسب سمجھا جاتا ہے۔

اس اندھی صورتحال میں **جماعت احمدیہ آواز بلند کر رہی ہے اور نہ صرف یہ ایک آواز ہے بلکہ ایک بہت ہی معقول روشنی کی طرف دعوت دینے والی آواز ہے۔** اور یہ آواز ہمیں بتاتی ہے کہ محمد (ﷺ) اور قرآن بنیادی طور پر امن اور انصاف کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی اہم خدمت ہے جو آپ لوگ انجام دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی بہت ہی قابل ستائش امر ہے کہ نہ صرف آپ تبادلۂ خیال مذاہب کے درمیان کرتے ہیں بلکہ ساری دنیا کے لوگوں کے درمیان تبادلۂ خیال کے علمبردار بھی ہیں۔

اس تقریب کی حاضری 200 کے لگ بھگ تھی جس میں سے 80 مہمان تھے۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں اسلام احمدیت کی ترقی اور اشاعت کے سلسلہ میں اس تاریخی تقریب کے دوررس مثبت اثرات ظاہر فرمائے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت میاں نجم الدین صاحب بھیرویؓ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 6/جون 2007ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت میاں نجم الدین صاحبؓ بھیروی کی سیرۃ وسوانح پر مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت میاں نجم الدین صاحبؓ کی ولادت 1864ء میں میاں احمد یار صاحب کے ہاں ہوئی جو حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے۔ چنانچہ حضرت میاں نجم الدین صاحب کو ابتداء میں ہی یعنی 4/اگست 1889ء کو بیعت کی توفیق مل گئی۔

آپ کو دوسرے جلسہ سالانہ منعقدہ 27 دسمبر 1892ء میں شامل ہونے کی توفیق بھی ملی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ''آئینہ کمالات اسلام'' کے آخر میں جلسہ کے شرکاء کی فہرست میں پانچویں نمبر پر آپؓ کا نام بھی درج فرمایا ہے۔ نیز ''انجام آتھم'' میں آپؓ کا نام اپنے 313/اصحاب میں 252ویں نمبر پر شامل فرمایا ہے۔ اسی طرح ''نزول المسیح''، میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں کے ضمن میں پیشگوئی نمبر 43 (بابت ہلاکت لیکھرام) کے گواہوں میں آپؓ کا نام شامل فرمایا ہے۔ پھر حضورؑ نے اپنے اشتہار بعنوان'' کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟'' مطبوعہ 7 مارچ 1898ء میں معزز گواہوں کے اسماء میں آپؓ کا نام بھی درج فرمایا ہے۔

آپ حضرت مسیح موعود کی زندگی ہی میں ہجرت کرکے قادیان آگئے تھے وہاں اپنا مکان بنوایا۔ قادیان میں آپ لنگر خانہ کے مہتمم مقرر ہوئے۔ آپؓ نے نہایت دیانت اور امانت سے اس خدمت کو سر انجام دیا۔ آپ نے مجتہدانہ طبیعت پائی تھی۔ سلسلہ کی خدمت اور مہمانوں کے آرام کا اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق بہت خیال رکھتے تھے۔ حضورؑ بھی وقتاً فوقتاً آپ کو مہمانوں کے آرام کے متعلق تاکید فرماتے رہتے تھے۔ 25 دسمبر 1903ء کو جبکہ بہت سے مہمان بیرون جات سے آگئے تھے حضور نے آپ کو بلا کر فرمایا: دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو، سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو ان سب کی خوب خدمت کرو اگر کسی گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کردو۔

حضورؑ ہمیشہ ایسی تاکید کرتے رہتے۔ بعض وقت یہ بھی فرماتے کہ میں نے تم پر حجت پوری کردی ہے اگر تم نے غفلت کی تو اب خدا کے حضور تم جوابدہ ہوگے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ آپ کے متعلق فرماتے ہیں: بہت بڑے مخلص، جفاکش اور مجتہدانہ طبیعت کے آدمی تھے۔ بہت بڑے تعلیم یافتہ نہ تھے مگر طبیعت رسا تھی اور اپنی سمجھ کے موافق بعض اوقات قرآن کریم کے نکات بھی بیان کر دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو مہمانوں کی خدمت اور لنگر خانہ کے انتظام کے لیے مقرر کیا۔ وہ بہت نیک دل اور خیرسگال واقع ہوئے تھے حضورؑ کی محبت میں مگن اور سرشار تھے اور اپنی بساط سے بڑھ کر اپنے مفوّضہ کام کو سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہتے۔ حضورؑ خود کوئی حساب نہ رکھتے بلکہ لنگر خانہ کا تمام حساب کتاب ان کے ہی سپرد تھا۔ حضورؑ ہمیشہ ان کی محنت اور اخلاص سے کام کرنے کی قدر فرماتے رہے۔

حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحبؓ قادیان میں پہلی بار بغرض تحقیق آئے تو فرماتے ہیں: مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں نے یہاں کے علماء میں سے ایک بڑے عالم کو دیکھا اور خود مدعی مسیحیت اور مہدویت کی بھی زیارت کی اب یہاں کے عام لوگوں کی بھی اخلاقی حالت دیکھنی چاہیے چنانچہ اس امتحان کے لیے لنگرخانہ چلا گیا۔ وہاں ایک چھوٹے سے دیگچہ میں دال تھی اور ایک چھوٹی دیگچی میں شوربہ تھا۔ میں نے میاں نجم الدین صاحب سے کھانا مانگا انہوں نے مجھے روٹی اور دال دی۔ میں نے کہا کہ میں دال نہیں لیتا گوشت دو۔ انہوں نے دال اُلٹ کر گوشت دے دیا۔ لیکن میں نے پھر کہا کہ نہیں نہیں دال ہی رہنے دو۔ تب انہوں نے گوشت الٹ کر دال ڈال دی۔ میری غرض یہ تھی کہ تا میں کارکنوں کے اخلاق دیکھوں۔ الغرض میں نے کھانا کھایا اور وہاں کے مختلف لوگوں سے باتیں کیں۔ منتظمین لنگر کی ہر ایک بات خدا تعالیٰ کی طرف توجہ دلانے والی تھی۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحبؓ اُس دَور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حافظ حامد علی صاحب مرحوم مہمانوں کے خدمت گزار تھے اور میاں نجم الدین صاحب لنگر خانہ کا کھانا پکوایا یا برتایا کرتے تھے اور بہت مشقت برداشت کرکے مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔ دونوں ساتھ ساتھ حضورؑ کی باتیں بھی سناتے جاتے تھے۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ فرماتے ہیں: حضرت میاں نجم الدین صاحبؓ نے اپنی عمر کا آخری حصہ حضرت مسیح موعودؑ کے لنگر خانہ کی خدمت میں نہایت دیانت اور امانت سے گزارا، خدمت خلق کا خاص جذبہ ان میں تھا۔ شحنۂ حق کا پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا تو دوبارہ اپنے صرفہ سے طبع کروا کر حضرت کی خدمت میں پیش کردیا، نہایت محنتی اور جفاکش تھے۔ مہمانوں کو کھانا کھلا چکنے کے بعد بھی دیر تک لنگر خانہ میں رہتے کہ کوئی سائل آجاوے یا مسافر ہو اور پھر کچھ ٹکڑے لے کر شکستہ مکانوں اور گلیوں میں جاتے تا کہ بعض کتوں وغیرہ کو بھی جو کسی وجہ سے حرکت نہ کرسکتے ہوں دے دیں۔...... جب طاعون کا اثر ہوا اور بعض اموات ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بعض جنازوں کو صرف میں نے اور حضرت میاں نجم الدین صاحب نے اٹھایا اور جا کر دفن کردیا۔

حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساویؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر حضورؑ نے حضرت میاں نجم الدین صاحب کے متعلق فرمایا: ......ان کی یہ بات بہت ہی پسند ہے روٹی لے کر گلیوں اور مساجد میں ہو آتے ہیں کہ اگر کوئی بھوکا ہو تو اسے دے آئیں۔ پھر فرمایا: کہ امانت دار بھی ہیں۔

حضرت میاں نجم الدین صاحبؓ نے 2/دسمبر 1915ء بعمر تقریباً 80 سال وفات پائی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

آپ کی اہلیہ کا نام بادشاہ بیگم صاحبہ تھا اور اولاد میں صرف دو بیٹیاں تھیں۔ آپؓ نے وصیت فرمائی ہوئی تھی کہ آپؓ کا قادیان والا مکان دونوں بیٹیوں کے قبضہ میں اُن کی زندگی تک رہے گا اور اُن کی وفات کے بعد صدر انجمن کی ملکیت ہوگا۔

اہرام مصر

ماہنامہ ''خالد'' جون 2007ء میں اہرام مصر (Pyramids) کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون مکرم اطہر الزمان فاروقی صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔ قبل ازیں اسی موضوع پر ایک مضمون 27/اپریل 2007ء کے الفضل ڈائجسٹ میں طبع ہوچکا ہے۔

اہرام مصر کا شمار دنیا کے سات پُرانے عجائبات میں ہوتا ہے جو پانچ ہزار سال کے بعد بھی تقریباً صحیح و سلامت موجود ہیں۔ یہ فراعین مصر کے مقبرے ہیں کیونکہ مصر کے قدیم حکمران یہ خیال کرتے تھے کہ ان کی روحیں اس جگہ رہتیں ہیں جہاں ان کے جسم ہوتے ہیں اس لئے پہلے تو وہ بادشاہوں اور دیگر اہم لوگوں کو Mummy بنا کر محفوظ کیا جاتا تا کہ لاش مدتوں خراب نہ ہو۔ پھر اس ممی کے آس پاس اس کی ساری دولت جمع کر دی جاتی اور اس کے اوپر اہرام یعنی مقبرہ بنا دیا جاتا۔

اہرام مصر کی بنیادیں مربع مگر پہلو تکونے ہیں جو اوپر جا کر ایک نقطے پر مل جاتے ہیں۔ اہرام کے سب مینار قدیم مصری شہر Memphis کے قریب ہی واقع ہیں۔ ماہرین اس بات کا اندازہ نہیں لگا سکے کہ یہ پتھر کہاں سے آئے کیونکہ اہرام، مصر کے صحرائی علاقے میں واقع ہیں جہاں کئی سو میل تک پتھروں کا نام ونشان تک نہیں۔ ایک اہم معمہ یہ ہے کہ ان پتھروں کو ایک دوسرے کے اوپر کیسے رکھا گیا اور ان کے اندر کون سا سیمنٹ یا مصالحہ لگایا گیا کہ ہزاروں برس بعد بھی یہ وقت کی تباہ کاریوں سے محفوظ ہیں۔ تاریخ دانوں کے مطابق پہلا ہرم چوتھے خانوادے کے دور یعنی 2900 قبل مسیح میں تعمیر ہوا۔

قاہرہ سے دس میل دُور جیزہ میں Khufu یا Cheops کا ہرم سب سے بڑا ہے اور دنیا کے سات عجائبات میں شامل ہے۔ یہ تیرہ ایکڑ پر پھیلا ہوا ہے۔ یہ ہرم ابتداء میں 768 فٹ اور 482 فٹ بلند تھا۔ لیکن ایک منزل گر جانے کی وجہ سے اب اس کی بلندی 450 فٹ رہ گئی ہے۔ اس کی تعمیر میں پتھر کے 23 لاکھ بلاک استعمال کئے گئے ہیں اور ہر پتھر کا وزن اڑھائی ٹن اور جسامت 40 مکعب فٹ ہے۔ اگرچہ اہرام مصر عام طور پر چونے کے پتھر سے تعمیر ہوئے ہیں مگر کئی اہرام اینٹوں کے تھے جن کے اوپر پتھر لگایا گیا تھا۔ اہرام بنانے والوں کو علوم جغرافیہ، ریاضی، جیومیٹری اور فلکیات پر عبور حاصل تھا۔

جب نپولین نے مصر کے دورے کے دوران خوفو کا ہرم دیکھا تو اس کے ساتھ آئے ہوئے سائنس دانوں نے اندازہ لگایا کہ صرف اس ہرم میں اتنا پتھر موجود ہے کہ اس سے فرانس کے گرد دس فٹ اونچی اور ایک فٹ موٹی دیوار تعمیر کی جاسکتی ہے۔ ایک مصری پروفیسر بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر اہرام مصر کے گرد موجود پتھر کو ایک ایک فٹ کے مکعب سائز میں کاٹ لیا جائے تو اس سے خط استواء کے ساتھ پوری دنیا کے گرد ایک پتھر کی زنجیر بنائی جاسکتی ہے۔ خط استواء کی لمبائی کا اندازہ 25 ہزار میل لگایا گیا ہے۔ اہرام مصر کا وزن تقریباً 65 لاکھ ٹن ہوگا۔ اس میں ایسی ایسی پتھروں کی سلیں ہیں جن کا انفرادی وزن سو سو ٹن ہے لیکن اُن کو آپس میں اتنی خوبصورتی اور مہارت سے جوڑا گیا ہے کہ اس کے درمیان معمولی سی درز بھی نہیں ہے۔ مینار کی چوٹی نوک نہیں بلکہ ایک وسیع چبوترہ ہے جس کا ہر ضلع 18 فٹ لمبا ہے اور جو بارہ پتھروں سے تعمیر کیا گیا ہے۔

ہر ہرم میں کئی سرنگیں، دریچے، پلیٹ فارم اور خفیہ زمین دوز تہہ خانے ہیں اور یہ عظیم وزنی عمارت ہزار ہا سال گزرنے کے باوجود ایک انچ بھی زمین میں نہیں دھنسی۔ ان اہرام میں ایسے سربستہ راز اور پیش گوئیاں ہیں کہ انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک محقق نے کیا خوب لکھا ہے۔ ''وقت ہر چیز کا مذاق اُڑاتا ہے مگر یہ اہرام وقت کا مذاق اُڑا رہے ہیں''۔

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جون 2007ء میں شائع ہونے والی مکرم محمد ظفراللہ خان صاحب کی ایک طویل نعت سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

برتر از وہم و گماں ہے عاشقوں کا کاروبار
لاکھ ہوں دنیا میں کام ان کو مگر دل محو یار
آلہ تقدیر ربّانی ہیں اس عالم میں وہ
نورحق در جسمِ انسانی ہیں اس عالم میں وہ
روئے حق کا سب سے افضل آئینہ ہے مصطفیٰؐ
خوئے حق کی ایک کامل جلوہ گاہ ہے مصطفیٰؐ
ہے اُسی کے نُور سے روشن یہ بزم اصفیاء
سب اُسی گردوں کے تارے اولیاء و انبیاء
اب مسیح مصطفیٰؐ مامور ہے اِس فرض پر
تا دکھا وے صد نشانِ صدقِ آں بارِ دگر

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

24th April 2009 – 30th April 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 24th April 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & MTA News
01:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 18th December 1997.
02:10 Al Maaidah: a culinary programme.
02:30 Dars-e-Malfoozat
03:00 MTA World News
03:05 Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 261, recorded on 12th August 1998.
04:10 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa.
05:05 Khilafat Centenary Moshaairah: an evening of poetry in honour of the Khilafat Centenary.
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) with Huzoor recorded on 14th April 2007.
08:15 Siraiki Service: a discussion programme on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:15 Urdu Mulaqa'at: a question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking friends. Recorded on 20th October 1995.
10:20 Indonesian Service
11:15 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
13:10 Tilawat & MTA News
14:00 Dars-e-Hadith
14:30 Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:30 Seerat Sahaba Rasool (saw)
16:00 Friday Sermon [R]
17:10 Spotlight: a speech delivered by Muzaffar Ahmad Durrani about the Blessings of Khilafat.
18:00 MTA World News
18:10 Le Francais c'est Facile [R]
18:30 Arabic Service: Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35 MTA International News
21:05 Friday Sermon [R]
22:15 Jihad by the Pen: a talk given by Amjad M Khan at Harvard Divinity School.
22:50 Urdu Mulaqa'at [R]

Saturday 25th April 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:20 Le Francais c'est Facile
01:45 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 23rd December 1997.
02:55 MTA World News
03:05 Friday Sermon: rec. on 24th April 2009.
04:20 Jihad by the Pen
04:55 Persecution
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25th February 1996. Part 2.
08:20 Ashab-e-Ahmad
08:50 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
09:50 Indonesian Service
10:45 French Service
11:55 Tilawat
12:05 Persecution
13:10 Bangla Shomprochar
14:10 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
15:10 Jamia Ahmadiyya UK Class
16:40 Question and Answer Session [R]
18:00 MTA World News
18:10 Dars-e-Hadith
18:30 Arabic Service
20:35 MTA International News
21:05 Class Jamia Ahmadiyya UK [R]
22:15 Persecution [R]
23:15 Friday Sermon [R]

Sunday 26th April 2009

00:00 MTA World News
00:30 Tilawat & Dars-e-Hadith
01:20 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 24th December 1997.
02:30 Ashab-e-Ahmad
03:00 MTA World News
03:20 Friday Sermon
04:30 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
05:30 Toowoomba Flower Carnival
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Learning Arabic: lesson no. 15.
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor. Recorded on 25th April 2009.
08:30 Attractions of Canada: a documentary on the Takakkaw Falls in British Columbia.
09:00 Pakistan National Assembly 1974
10:00 Indonesian Service
11:10 Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 2nd February 2007.
12:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
12:15 Learning Arabic: lesson no. 15
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) class with Huzoor, recorded on 26th April 2009.
16:20 Pakistan National Assembly 1974 [R]
17:15 Learning Arabic: lesson no. 15.
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:30 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Nau [R]
21:50 Friday Sermon [R]
23:00 Pakistan National Assembly 1974 [R]

Monday 27th April 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat & MTA News
00:55 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th December 1997.
02:00 Friday Sermon: rec. on 24th April 2009.
03:00 MTA World News
03:15 Attractions of Canada
03:30 Question and Answer Session
04:30 Pakistan National Assembly 1974.
05:20 Seerat-un-Nabi (saw)
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 25th April 2009.
07:55 Le Francais C'est Facile
08:30 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 1st December 1997.
09:30 Indonesian Service: translation of Friday Sermon recorded on 6th February 2009.
10:40 Khilafat Jubilee Quiz
11:20 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
11:20 Medical Matters: a discussion programme about Heart Disease.
12:00 Tilawat & MTA News
13:10 Bangla Shomprochar
14:15 Friday Sermon: rec. on 16th May 2008.
15:15 Khilafat Jubilee Quiz [R]
15:45 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
17:00 French Mulaqa'at: Recorded on 1st December 1997 [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th February 1998.
20:25 MTA International News
20:55 Medical Matters [R]
21:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:15 Khilafat Jubilee Quiz [R]

Tuesday 28th April 2009

00:00 MTA World News
00:10 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:00 Le Francais C'est Facile: lesson 35.
01:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 4th February 1998.
03:00 MTA World News
03:00 Friday Sermon: Recorded on 16th May 2008.
03:35 French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 1st December 1997.
04:45 Medical Matters
05:20 Khilafat Jubilee Quiz
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor, recorded on 22nd February 2009.
08:15 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 6th July 1984.
09:00 Al Wassiyat: an English discussion about the institution of Wassiyat.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon [R]
12:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bangla Shomprochar
14:05 Majlis Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 11th June 2006.
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
16:15 Question and Answer Session [R]
17:00 Al Wassiyat [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 24th April 2009.
20:30 MTA International News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]
22:15 Majlis Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema [R]
23:00 Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme

Wednesday 29th April 2009

00:05 MTA World News
00:10 Tilawat & MTA News
01:00 Learning Arabic: lesson no. 9.
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 5th February 1998.
02:35 Al Wassiyat
03:25 Question and Answer Session
04:15 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
05:15 Majlis Khuddamul Ahmadiyya Germany Ijtema
06:05 Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:10 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class with Huzoor recorded on 15th April 2007.
07:45 Future Challenges Seminar: a programme about the industrial structure of various cities in Pakistan.
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra).
09:35 Attractions of Australia
10:05 Indonesian Service
11:00 Swahili Muzakarah
12:00 Tilawat & MTA News
12:50 Bangla Shomprochar
13:50 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1985.
14:55 Jalsa Salana Speeches: a speech delivered by Muneer Uddin Shams. Recorded on 25th August 2001 in Germany.
15:15 Future Challenges Seminar
16:25 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
17:00 Question and Answer Session [R]
17:35 Attractions of Australia [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:15 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 10th February 1998.
20:20 MTA International News
20:50 Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
21:25 Jalsa Salana Speeches [R]
21:45 Future Challenges Seminar [R]
23:00 From the Archives [R]

Thursday 30th April 2009

00:00 MTA World News
00:15 Tilawat & Dars-e-Hadith
00:40 Liqaa Ma'al Arab
01:45 Future Challenges Seminar
03:00 MTA World News
03:10 From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 17th May 1985.
04:15 Attractions of Australia
04:45 Ahmadiyyat in Indonesia
05:35 Jalsa Salana Speeches
06:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Al Maaidah
06:50 Children's Class with Huzoor, recorded on 21st February 2009.
08:00 English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th June 1994.
09:20 Huzoor's Tours: programme featuring Huzoor's visit to Benin, West Africa.
10:30 Indonesian Service
11:30 Pushto Service
12:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:25 Al Maaidah
12:50 Bangla Shomprochar
14:10 Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 264, recorded on 18th August 1998.
15:25 Huzoor's Tours [R]
16:45 English Mulaqa'at [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
21:50 Hamdiya Majlis
22:40 Children's Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 17 April, 2009 | Issue No. 16

خلافت کا نظام خدا تعالیٰ کی مدد سے قائم ہوا ہے تا کہ جن مقاصد کے حصول کے لئے بانیٔ جماعت احمدیہ تشریف لائے تھے ان کی تکمیل ہو سکے۔ آپ کے آنے کا پہلا مقصد یہ تھا کہ انسان اپنے ربّ کی شناخت کر سکے۔ دوسرا مقصد جو آپ نے اپنی بعثت کا بیان فرمایا وہ حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔

یہ امر نہایت ضروری ہے کہ قیام امن کے لئے دنیا میں انصاف قائم کیا جائے۔ دنیا میں بہت سی جگہوں پر چھوٹی چھوٹی جنگیں ہو رہی ہیں۔ بڑی طاقتیں قیام امن کا لبادہ اوڑھے ہوئے ان میں ملوث ہیں اور بیش بہا رقوم اس مقصد کے لئے خرچ کی جا رہی ہیں۔ یہ اخراجات بھی دنیا کا اقتصادی نظام تباہ کر رہے ہیں اور ساتھ ہی نفرتوں کو بڑھانے کا باعث بن رہے ہیں۔

جو اضطرابی کیفیت بہت سے ممالک میں نظر آ رہی ہے اور مالی وسائل کا بحران اور ہر سطح پر نفسانفسی کا عالم یہ دنیا کو دوبارہ عالمی جنگ کی ہولناکیوں میں دھکیل دے گا۔

یہ ایک ضروری امر ہے کہ حکومتیں ملکی سطح پر اپنے شہریوں کو انصاف فراہم کریں۔ مزید برآں جو طاقتور ممالک ہیں وہ غریب ممالک کے حق میں انصاف اور احسان کی پالیسی اپنائیں۔

(خلافت احمدیہ صدسالہ جوبلی کی تقریبات کے سلسلہ میں گلاسگو (سکاٹ لینڈ) کے Lord Provost کی دعوت پر سٹی چیمبر کی پُرشکوہ عمارت کے بینکوئٹ ہال میں 7/مارچ 2009ء کو منعقدہ تقریب میں امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

آپ کا روحانی پیشوائی کا مخصوص نظام جس کی قرآن کی تعلیم میں نشاندہی کی گئی ہے آپ کی جماعت کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے۔ (لارڈ پرووسٹ گلاسگو)

(تقریب میں مختلف معززین کی طرف سے جماعت کی قیام امن کی کوششوں پر خراج تحسین)

(رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی ۔ لندن)

گلاسگو سکاٹ لینڈ کا سب سے بڑا شہر اور برطانیہ کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ اٹھارویں صدی سے یہ شہر کاروباری مرکز بنا رہا ہے جہاں سے براعظم امریکہ سے تجارتی قافلوں کی آمدورفت رہتی تھی۔ ملکہ وکٹوریہ اور شاہ ایڈورڈ کے دور میں حکومت برطانیہ میں گلاسگو کو دوسرے نمبر پر سب سے ممتاز شہر سمجھا جاتا تھا۔ آج بھی گلاسگو کو یورپ کے بیس سب سے بہترین تجارتی مراکز میں شمار کیا جاتا ہے اور سکاٹ لینڈ کے زیادہ تر کامیاب کاروباری ادارے یہاں پائے جاتے ہیں۔

City Chamber کی عمارت

گلاسگو شہر کے بیچوں بیچ جارج اسکوائر کے چوراہے پر شہر کی سب سے اہم اور عالیشان عمارت سٹی چیمبر (City Chamber) واقع ہے۔ یہ شاندار عمارت گلاسگو کی سیاسی طاقت اور تاریخی اہمیت کی غمّاز ہے۔ اس عمارت کی تعمیر 1888ء میں تکمیل کو پہنچی تھی۔ گزشتہ صدی میں یہ عمارت شہر کی مختلف آنے والی کاؤنسلز کے لئے مرکز کا کام دیتی رہی ہے۔ یہ وکٹورین دور کے فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے اور چار منزلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی سطح پر دفاتر واقع ہیں۔ سنگ مرمر اور گرینائٹ کے ستون ہیں۔ ایلاباسٹر اور سنگ مرمر کی سیڑھیاں ہیں اور سونے کے پانی سے آویزاں چھت جس کے اوپر شیشے سے بنا ہوا منقش گنبد ہے۔ تمام دنیا سے آنے والی مشہور و معروف شخصیات جن میں شاہی خاندان کے افراد شامل ہیں انہوں نے یہاں رکھی گئی تاریخی مہمانوں کی کتاب (Visitor's Book) میں دستخط کئے ہوئے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے سربراہان مملکت اس ہال کی خوبصورتی دیکھ کر متأثر ہوئے ہیں۔ دیواروں پر بڑی بڑی پینٹنگز مصوراتی مہارت سے شہر کو آزادی کا پروانہ ملنے کی عکاسی کر رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سکاٹ لینڈ کے کلچر، ثقافت اور تاریخ کو بھی تصویری رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔ اور سکاٹ لینڈ کے چار بڑے دریاؤں کا خوبصورت نقشہ بھی ان میں نظر آتا ہے۔

فن تعمیر کا مرقع ہونے، شہر کے عین وسط میں واقع ہونے اور حکومتی باگ ڈور کی حامل ہونے کے باعث یہ عمارت علاقہ بھر میں مُلکی اور غیر مُلکی سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہے۔ گلاسگو شہر کے منتظم اعلیٰ Lord Provost نے حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خلافت احمدیہ کی سو سالہ جوبلی کے موقع پر اس سٹی چیمبر میں تشریف آوری کی دعوت دی۔

(یاد رہے کہ سکاٹ لینڈ میں Lord Provost کی اصطلاح میئر (Mayor) کے متبادل ہے)

جب حضور انور سٹی چیمبر تشریف لائے تو لارڈ پرووسٹ نے حضور انور کا خیر مقدم کیا۔ حضور انور نے عمارت کی خوبصورتی کی تعریف فرمائی۔ یہ عمارت 1888ء میں بنی تھی گویا جماعت کے قیام سے ایک سال پہلے تعمیر ہوئی تھی۔ حضور انور کے استفسار پر لارڈ پرووسٹ نے بتایا کہ شہر کی آبادی اس وقت چھ لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس سال ان کی پیدائش ہوئی اس وقت گلاسگو شہر کی آبادی اس سے دوگنی تھی۔ اس وقت بھی اردگرد کے علاقوں کی آبادی کو شامل کر لیا جائے تو وہ بارہ لاکھ کے قریب ہے مگر بلدیاتی تقسیم کے تحت جتنا رقبہ گلاسگو شہر تصور کیا جاتا ہے اس حساب سے آبادی چھ لاکھ بنتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ سکاٹ لینڈ نے بہت سے برطانوی لیڈروں کو جنم دیا ہے۔ برطانوی راج کے زمانہ میں بھی یہاں کے بہت سے باشندے باہر کے ممالک میں کلیدی عہدوں پر خدمات بجا لاتے رہے۔ اس وقت بھی وزیراعظم برطانیہ گارڈن براؤن اور وزیر خزانہ سکاٹ لینڈ کے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

لارڈ پرووسٹ نہایت احترام سے حضور انور سے گفتگو کرتے رہے۔ جس کے بعد انہوں نے حضور کی خدمت میں Visitor's Book دستخطوں کے لئے پیش کی جس میں بہت سے سربراہان مملکت اور شاہی خاندان کے افراد کے دستخط موجود ہیں۔ اس موقع پر انہوں نے کہا کہ جو بھی پیغام اس کتاب میں لکھے جائیں ہم کوشش کرتے ہیں کہ تمام آنے والے اسے پڑھ سکیں اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

گلاسگو شہر کی طرف سے حضور انور کو تحفہ پیش کیا گیا۔ حضور انور نے بھی خلافت جوبلی کا ایک یادگاری تحفہ انہیں پیش کیا۔ اس کے بعد حضور انور اپنے میزبان کے ساتھ Banquet Hall میں تشریف لے گئے۔

استقبالیہ تقریب۔ لارڈ پرووسٹ کی تقریر

تقریب شروع ہونے پر لارڈ پرووسٹ نے جن کا نام کاؤنسلر Bob Winter ہے حضور انور اور دیگر معزز مہمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کی یہاں آمد سے بہت خوشی ہوئی ہے اور مَیں آپ کو اس خوبصورت جگہ پر اور اس عظیم شہر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ مجھے احساس ہے کہ اس شہر میں جماعت احمدیہ کے خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کی آمد جبکہ اس سال آپ خلافت کی صدسالہ جوبلی منا رہے ہیں جماعت کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ ہم جو گلاسگو کے باشندے ہیں اس چیز پر فخر کرتے ہیں کہ ہم خوش خُلق اور خوش طبع لوگ ہیں۔ اور اس چیز پر بھی فخر کرتے ہیں کہ ہم اپنی سوسائٹی میں بسنے والے مختلف نسلی اور ثقافتی طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے آپس میں مثبت اور صحتمندانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ حاضرین میں سے جن لوگوں نے گلاسگو میں رہائش اختیار کی ہے، مَیں اُمید کرتا ہوں کہ وہ میرے اس خیال سے متفق ہوں گے۔

مجھے امید ہے کہ آپ کی جماعت جو یہاں مسجد سے وابستہ ہے اس کے افراد یہاں کے بہت باعزت شہری ہیں اور روزمرہ کی زندگی کے کاروبار میں انہیں نہایت عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ہم خاص طور پر آپ کی جماعت کی طرف سے قیام امن کی کوششوں کو سراہتے ہیں اور جو کاوشیں آپ مذاہب کے درمیان اچھے تعلقات اور افہام و تفہیم کے لئے کرتے ہیں ان کی خاص طور پر قدر کرتے ہیں۔ معاشرہ میں آپ کی جماعت کے فلاحی اور اعلیٰ معیار کے کردار کو قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں سمجھتا ہوں کہ یہی باتیں اسلام کی تعلیمات کی سچی تصویر پیش کرتی ہیں اور آج کی دنیا میں اس کی ہر جگہ ضرورت ہے۔ انہوں نے افسوس کے ساتھ کہا کہ اکثر دنیا میں یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ مذہب کے نام پر تفریق اور نفرت کو ہوا دی جاتی ہے۔ مگر جیسا کہ آپ کی جماعت جانتی ہے کہ امن کے ساتھ، رواداری کے ساتھ اور کھلے دل اور ذہن کے ساتھ کی گئی افہام و تفہیم ہی وہ واحد اور معقول روش ہے جس کے ذریعہ پریشانیوں میں گھری ہوئی دنیا امن کا راستہ تلاش کر سکتی ہے۔

لارڈ پرووسٹ نے کہا کہ میرے خیال میں آپ کا روحانی پیشوائی کا مخصوص نظام جس کی قرآن کی تعلیم میں نشاندہی کی گئی ہے آپ کی جماعت کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے کیونکہ آپ کے علاوہ دوسرے لوگ ہمیشہ اس قسم کے پُرامن حوصلوں کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے خیالات ایسی مضبوط بنیاد پیدا کرنے والے ہیں جن سے معاشروں کے درمیان اور ملکوں کے مابین صلح اور آشتی کے کام انجام پا سکتے ہیں۔

حضور انور کی طرف سے استقبالیہ تقریر کے جواب میں مختصر خطاب

اپنی تقریر کے آخر میں انہوں نے گلاسگو شہر کے

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد